

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَنْتَ مِنْ الْبَرِّ الْكَامِلِينَ

Checked  
1987

دیوان صفت سابع نظام حیدر آباد

3661

بِسْمِ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# فہرستِ غزلیات

مطلوع

صفحہ نمبر

- |    |                                       |   |
|----|---------------------------------------|---|
| ۱  | دل کو خدا نے اپنی محبت سے بھر دیا     | تبیخ کو زبان دی سجدہ کو سہرہ دیا          |
| ۲  | یہ اگر آئینہ صورتِ جانان ہوتا         | لاکھ میں ایک بہارِ دل حیران ہوتا          |
| ۳  | دل کے حصے میں ہر مجویخِ جانان ہوا     | دیکھ کر جلوہ معشوق کو حیران ہونا          |
| ۴  | گل تر عشق میں ہیں چاکِ گریبان کیا کیا | دیکھ کر تجھ کو ہوا آئینہ حیران کیا کیا    |
| ۵  | کاش ہو غیب سے دیدار کا سامان پیدا     | دل کے آئینے میں ہو صورتِ جانان پیدا       |
| ۶  | قاتل کی چشمِ ناز نے مجھ کو ٹا دیا     | تیرنگہ سے دل کا نشانہ اڑا دیا             |
| ۷  | حال کیا پوچھتے ہو غفلتِ ہشیاری کا     | کر دیا شوق نے خوگر مجھے میخواری کا        |
| ۸  | دردِ دل کا رفتہ رفتہ یہ اثر ہو جائیگا | تجھ کو بھی مہرِ ہی طرح دردِ جگر ہو جائیگا |
| ۹  | قضا کو آج ندامت نے دردِ ناک کیا       | ادب کی تیغ سے سفاک نے ہلاک کیا            |
| ۱۰ | تیغِ ادب نے جسکی - متسا کا خون کیا    | اوسکی گلا بھارنے دل پر فنون کیا           |
| ۱۱ | مستقلہ اے دل ہے اشکِ و آہ کا          | ڈھنگ کیا تو نے نکلا چاہ کا                |
| ۱۲ | ہانے دل اوس بُتِ طنازیہ تھا کیا       | مکے کجحت نے مجھ کو بھی مٹایا کیا          |
| ۱۳ | صبر و قرار و ہوش سے بیگانہ ہو گیا     | دل اوس پری کو دیکھ کے دیوانہ ہو گیا       |

۱۴ کیا خبر تھی عشق میں ظالم جو تو ہو جائیگا

۱۵ زبانِ دل سے یہی کام صبح و شام لیا

۱۶ ایک بھی کوچہ جانان سے نہ سدا دن بکلا

۱۷ زخم کھانے سے دل بیمار چھپا ہو گیا

۱۸ کیا کیا شبِ غم جان پہ آزار نہ آیا

۱۹ وہ پاس تھے تو مرا حال یوں خراب تھا

۲۰ اپنے مشتاق سے دم بھر نہ جدا رہتا

۲۱ ایک مدت سے ہر مشتاقِ جفا دل اپنا

۲۲ زنگ کیا کیا نہ زمانے کو بدلتے دیکھا

۲۳ دل شکستہ کو پیغامِ یار کا پھونچا

۲۴ حالتِ دل جو کوئی پوچھنے والا ہوتا

۲۵ اے جنونِ حال زمانے پہ ہر روشن میرا

۲۶ ساتھ رکھتا ہی ہے قتلِ شکر اپنا

۲۷ سوزِ طاقت میں بن گیا جانے اسرار کیا

۲۸ پھر مئے سرے مجھے عشق کا آئینہ ہوا

۲۹ چھایا ہوا ہے موسمِ بہار کا

دیدہ و دل کا فسانہ کو بگو ہو جائیگا۔

کہ اوٹھے بیٹھتے ہم نے بھی تیرا نام لیا۔

کوئی گریان۔ کوئی مالان۔ کوئی حیران نکلا۔

دردِ دل جاتا رہا قاتلِ مسیحا ہو گیا۔

لب تک مگر احوالِ دلِ زار نہ آیا۔

ٹرپ جگر میں نہ تھی۔ دلیں اضطرابِ تھا

ہاں تجھ کو مری چھاتی سے لگا رہتا تھا

دیر اب کرتا ہے کس واسطے قاتلِ اپنا

جسکو دیکھا کفِ افسوس ہی ملتے دیکھا

گلِ فسرہ کو مژدہ بہار کا پھونچا

آہ ہوتی۔ نہ فغان ہوتی۔ نہ مالا ہوتا

چاکہ بن حسین ہزاروں ہر دامن میرا

تیرو مرگے۔ و کمانِ ابرو و خنجر اپنا

نالے کیوں منہ سے نکلتے ہیں شرِ بار۔ کیا

جان و دل نیچے پھراؤ سکا خریدار ہوا

ساقیِ پلا دی جامِ مئے خوشگوار کا

۳۰. جان رکھدی ناز پر۔ دل بھی ادا پر رکھ دیا  
 ۳۱. رنگ لائیکا ٹپتا لبسِ ناشاد کا  
 ۳۲. گلگشت کے قابل نہیں گلزارِ جان کا  
 ۳۳. گزریگی یا خدا یہ شبِ انتظارِ کب  
 ۳۴. بڑ گیا ہائےِ مِراسوزِ جگرِ آپ سے آپ  
 ۳۵. کس درجہ ترقی پہ ہے۔ یہ سوزِ جگرِ آج  
 ۳۶. مُتربان ہو گئے نگہ یار دیکھ کر  
 ۳۷. دل نے بدنام کیا عشقِ مینِ رسوا ہو کر  
 ۳۸. دیتی ہے یہ گردشِ طلبِ یارِ فلک پر  
 ۳۹. نہ ہو گا خون بھی ثابتِ مراستِ مگر پر  
 ۴۰. نظرِ قبر ہے کیوں شیخ کی میخاؤں پر  
 ۴۱. نہ ماہِ رُوسے غرض ہے نہ میہِ حینِ سوغرض  
 ۴۲. سیواِ مجاہد سے رہیگا یہ تجاہلِ کتبک  
 ۴۳. رُوِ جی بیٹھے ہیں ابھراپنے دلِ ناکام کو ہم  
 ۴۴. گئی بہار۔ کب آئی حُران۔ نہیں معلوم  
 ۴۵. اُڑا دھوکے کشمکشِ مدعا سے ہم

خونِ حسرت کا کیا تو نے جو خسر رکھ دیا  
 جل اٹھیں گانا لہ سوزِ ان سے گھرِ صیاد کا  
 یہاں فصلِ بہاری میں بھی کھٹکائی خزان کا  
 دل کی مراد آئیگی پروردگارِ کب  
 ہو گئے خشک مری دیدہ تر آپ سے آپ  
 اور تے ہیں مری سینے سے آہوں کے شرِ آج  
 ہم بک گئی ہیں اپنا حشرِ دیدار دیکھ کر  
 چشمِ گریان نے ڈیویا مجھے دیرِ ہوا ہو کر  
 تیارے نہیں پھرتے مینِ بیکارِ فلک پر  
 کہ منحصر ہے شہادتِ اوسے کے خنجرِ پر  
 رحمتیں جن کی بستی ہیں گنہگاروں پر  
 مجھے تھیں سوغِ الفت۔ مجھ کو تھیں سوغرض  
 ایک بو سے کیلئے اتنا تاملِ کتبک  
 تھا نہ معلوم کہ پہونچیں گے اس انجام کو ہم  
 کہ صحرِ حرم ہے۔ کہ صحرِ آشیان۔ نہیں معلوم  
 سیخوف ہو گئے ہیں مجھ کو بلا سے ہم



۴۶ نخل گل موسم گل میں جو ہرے ہوتے ہیں  
 ۴۷ تری دوا سے بہن چارہ ساز کام نہیں  
 ۴۸ ہے دہن کو نسا جہین تری تقریر نہیں  
 ۴۹ کوئی شریک حال نہیں تجسریار میں  
 ۵۰ در دہل کے لئے ہم بھی یہ دوا رکھتے ہیں  
 ۵۱ اب تو گزر رہی ہے عجب اضطراب میں  
 ۵۲ لطف بھی ظالم ترا جو رجفائے کم نہیں  
 ۵۳ گلون کو مردہ چمن میں وہ آج آتے ہیں  
 ۵۴ غضب کی آگ جگر میں لگاؤ جاتے ہیں  
 ۵۵ : لو مبارک ہو وہ پھر ت شراب آتے ہیں  
 ۵۶ منے گل رنگ کی ہر جلوہ گری شیشے میں  
 ۵۷ دل میں جگر میں درد نہیں یا آلم نہیں  
 ۵۸ جلوہ چمن وہ اپنا جو دکھا دیتے ہیں  
 ۵۹ خیال محصل پیچھے عاشقان زار کرتے ہیں  
 ۶۰ کیونکر شریک ہو۔ کوئی حال تباہ میں  
 ۶۱ جلوی سے اوسکے کوئی بھی حالی مکان نہیں

دل کے ٹکڑی مر مر دامن میں بھری ہو ہیں  
 کہ دل کے زخم کو منظور الستیام نہیں  
 کو نسا قلب ہر جس میں تری تصویر نہیں  
 قیمت بھی سو رہی ہر شب انتظار میں  
 تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھتے ہیں  
 بیٹھے بٹھائے پڑ گیا دل کس غاب میں  
 جس ادا کو دیکھتا ہوں کچھ قصا سر کم نہیں  
 کہ نخل گل پے تعظیم سر جھکاتے ہیں  
 یہ داغ دل مر مر جھکوٹائے جاتے ہیں  
 لاکھوں فتنے ہیں کہ ہمراہ رکبا آتے ہیں  
 بند کی ہر مر مر ہماقی نے پری شیشے میں  
 یہ پیچا ب عشق کے کیا کیا کرم نہیں  
 صورت آنہ حیران بنا دیتے ہیں  
 تیرے پہلے تصور۔ ای فراق یا کرتے ہیں  
 فریادیں اڑتے نہ تاشیر آہ میں  
 سو کو نسا مکان ہر کہ جو لامکان نہیں

- ۶۲ وہ دل ملا ہے کہ دم بھر جسے تسرار نہ ہو
- ۶۳ کیا کہوں کس نے محبت میں پھنسا یا مجھ کو
- ۶۴ لیا آغوش میں رحمت نے جو میخواروں کو
- ۶۵ نالہ و آہ کو رسوائے جہان کرنے دو
- ۶۶ اسرارِ محبت سے نہ آگاہ زبان ہو
- ۶۷ زخمِ جگر کا یار کو ہر گز یقین نہ ہو
- ۶۸ دم پر بیان بنی ہو۔ وہاں کچھ خیر نہ ہو
- ۶۹ عجیبِ لطف سے رکھا ہے اپنی مہمان کو
- ۷۰ تمھارے وعدہ فرما پہ کیا مجھ کو بھروسہ ہو
- ۷۱ : تمھیں نے اک نہ جانا حضرتِ دلِ شہمِ یوسف کو
- ۷۲ یہ جشنِ شجھو خند یو دکنِ مبارک ہو
- ۷۳ دل سے اک آہ نکل جاتی ہے جب تیر کیسی
- ۷۴ ترقی کہ رہا ہے عشقِ یار آہستہ آہستہ
- ۷۵ ساقی کا ہے شہباز۔ شراب و آتش
- ۷۶ کیا کیفیت کہوں میں شبِ انتظار کی
- ۷۷ پانی ہے آبر و مرثہ اشکبار سے
- خدا نگ ناز سے جیتک کہ دلِ فگار نہ ہو
- دیکھے دمِ عشق میں۔ دلِ پیچ میں لایا مجھ کو
- یہ مکافاتِ ملی تیرے گنہگاروں کو
- دلِ مضطر کو بھی مسر یا دو فغان کرنے دو
- احوالِ مرا۔ کاش ان آنکھوں سے بیان ہو
- جیتک ہماری خون سے تراستیں نہ ہو
- اسطرحِ زندگی بھی کیسی بے نہ ہو
- دل و جگر میں جگہ دی خیالِ جانان کو
- غنیمت اسکو جانوں گریاست میں بھی پورا ہو
- زمانے میں بھی بچانے ہیں دوستِ دشمن کو
- مسترون کا ہر پھولِ لاچسپنِ مبارک ہو
- یہ فلک بھی ٹھٹھک جاتا ہے نچر کے ساتھ
- جدا ہونے لگے صبر و قرار آہستہ آہستہ
- ہے اب تو ہر شراب۔ شراب و آتش
- حالت تھی کچھ عجیبِ دلِ سقار کی
- بیشک کو کئی آب و تاب ہے آبر بہار سے

- ۷۸ ترّا جو ابرو سے قاتل خیال رہتا ہے  
 ۷۹ راہ پر آتا نہیں طالم کسی تدبیر سے  
 ۸۰ کوئی صورت نظر آتی نہیں ثانی تیری  
 ۸۱ تیغ پر تیغ کیسا لگائی ہے  
 ۸۲ بات میں بات کیسا نکالی ہے  
 ۸۳ سُرخ رو کاش تجھے ہم دلِ نادان کرتے  
 ۸۴ یہ پہلے نہیں کنتج کسی عُموان سے  
 ۸۵ کچھ ناز سے جاؤ کا ہے چہر چاہا باقی  
 ۸۶ یادِ جاناں جو کئے جاتی ہے بیتاب مجھو  
 ۸۷ اے شوخِ الّا مان تری چشمِ سیاہ سے  
 ۸۸ رہینگے دام میں صیّا دھتک آبِ دانہ ہے  
 ۸۹ میں نے بھی دل میں جگہ یار کے پانی ہوتی  
 ۹۰ طریقِ عشق میں بٹنے سے نام ہوتا ہے  
 ۹۱ سرورِ افراذِ خاطر ہی ہمارے زندگانی ہے  
 ۹۲ حمِ فراق کو دیرینہ آشنا سمجھے  
 ۹۳ فنا کے رنگ میں شکلِ بقا نکلتی ہے
- ہمارا داغ بھی مثلِ بلال رہتا ہے  
 دل بھی وحشی ہو گیا ہے زلف کی زنجیر سے  
 ایک فتنہ ہے قیامت ہے جوانی تیری  
 واہ کیسا ہاتھ کی صفائی ہے  
 اوسکی جو بات ہے ترالی ہے  
 کسی ابرو کی کمان دار پہ قربان کرتے  
 تنگ ہے جان ہمارے دلِ نافرمان سے  
 لبِ جانان سے ہے اعجازِ مسیحا باقی  
 دن کو آرام نہیں شب کو نہیں خواب مجھو  
 کیا فی سچ کے تری برقی نگاہ سے  
 بہارِ گل پر یہ مرغِ چمن کا آشیانہ ہے  
 یہ میرے نجات کی اے کاشِ لسانی ہوتی  
 دیارِ عشق میں دل کا مقام ہوتا ہے  
 عجب خوش رنگ اے ساقی شربِ رغوانی ہے  
 ہم ابتدا کی محبت کو انتہا سمجھے  
 ہمارے دلیں بھی شانِ خدا نکلتی ہے

۹۴ اے چشم یار اتنا تبا دے ذرا سچے  
 ۹۵ جسے ہم بیچ میں اس عشقِ تبا کے آئے  
 ۹۶ کس سے پوچھوں لگی۔ اوس کو چہینِ جالت  
 ۹۷ شکوہ جو رہے دیکھ لکھے ہم بھول گئے  
 ۹۸ خویار کی ہماری وفا سے بگڑ گئی۔  
 ۹۹ جب تک نہ شمع میری سی پیدا زبان کر د  
 ۱۰۰ ظالم ترے ستم کی کوئی انتہا بھی ہے  
 ۱۰۱ کیا کہوں یار نے پانی ہی طبیعت کیسی  
 ۱۰۲ اور کچھ روز کرین نالہ و فریاد ابھی  
 ۱۰۳ بہار بھی ہے۔ چمن بھی ہے۔ دور سا غریب  
 ۱۰۴ پلاساقی یہ وقت میکشی ہے  
 ۱۰۵ جب نظر صورتِ جانان سو لڑی رہی ہے  
 ۱۰۶ انداز کو نہا نہیں اوسنِ دلربا میں ہے  
 ۱۰۷ ممکن ہی نہیں وہ کسی تلوار سے ہو جاوے  
 ۱۰۸ تیر نگاہِ شوق سے روزِ بنائے شگے  
 ۱۰۹ دنِ جدائی کے گئے وصل کی ساعتِ آبی  
 ۱۱۰ گرم آنسو میں مری دل کے جلا نیوالے

یہ تو نے اک نگاہ میں کیا کر دیا مجھے  
 شکوہ کی بے تک نہ کبھی سوزِ نہان کے آئے  
 مدتیں گزریں نہیں معلوم کیا صورت ہوئی  
 آنکھ ملے ہی ستمگر یہ ستم بھول گئے  
 عادت ہماری جو رہ جفا سے بگڑ گئی  
 ممکن نہیں کہ سوزِ محبت بیان کرے  
 اسی بُت یہ جان لے۔ کہ ہمارا خدا بھی ہے  
 جانتا ہی نہیں ہوتی ہے محبت کیسی  
 ہم نہ چھوڑینگے تجھے خانہِ صیاد ابھی  
 خوشا نصیب۔ جو پہلو میں ہو وہ دلبر بھی  
 بہار آئی ہے۔ لطفِ زندگی ہے  
 کیا مبارک مری حق میں وہ گھڑی رہی ہے  
 شوخی نگاہ میں ہے شرارتِ آدمین ہے  
 جو کام تری ابرو سے خمار سے ہو جائے  
 ہم بھی تری نقاب کو چلن بنائینگے  
 لو مبارک ہو کہ شامِ شبِ عشرت آئی  
 اور بھی آگ لگاتے ہیں بھجانے والے

۱۱۱ شب وعدہ سحر نہ ہو جائے  
 ۱۱۲ کسکے خسران ناز کا دل کو خیال ہو  
 ۱۱۳ برق سوزان کا تماشا کو چہ قاتل میں ہے  
 ۱۱۴ بہار آئی ہو گلشن میں خوشی کا منہ برستا ہو  
 ۱۱۵ نظریں کھپ گئی مستی کی سیکی چشم شہلا کی  
 ۱۱۶ تیرے سب ظلم و ستم جو رجھا دیکھینگے  
 ۱۱۷ تکلیف گل سے نہیں ست صبا پھرتی ہے  
 ۱۱۸ یاد او کو سکو بہرین سحر و شام کیجئے  
 ۱۱۹ کسی سے دل کو لگایا تھا دل لگی کیلئے  
 ۱۲۰ بھول کر بھی تو نہ پورا کیا وعدا کوئی  
 ۱۲۱ مجھے تم دیکھ کر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے  
 ۱۲۲ شرم کے انداز پر وہ ادا ہونے لگے  
 ۱۲۳ بننے مرنے یہ خوب تمھیں گھور کے لئے  
 ۱۲۴ ہمنے ظالم تیری الفت دیکھ لی  
 ۱۲۵ چلا تیرے نظر جدم و بان سے  
 ۱۲۶ ہمیشہ خلق میں عثمان تر او قار رہے

رات یوں ہی بسر نہ ہو جائے  
 حسرت بھی دل کے ساتھ یہاں پا مال ہے  
 اک قیامت کی ترپ اپنی دل سبل میں ہے  
 چمن شاداب ہو سر سبز ہر نخل تناس ہے  
 نہیں ممکن رہو دلیں بوس اب جام صبا کی  
 اب تو جو ہلو دکھائیگا حسرت کی پھرتی ہے  
 لئے ہمراہ مئے ہوش ربا پھرتی ہے  
 اسکے سوا فراق میں کیا کام کیجئے  
 ترس گیا غم فرقت میں جی خوشی کیلئے  
 آپ سا بھی ہو کہیں قول کا سچا کوئی  
 محبت وہ برسی شے ہو کہ حالت ایسی ہوتی ہے  
 دیکھا دیکھی وہ بھی پابند حیا ہونے لگے  
 سو بو سے ایک نرگس مخمور کے لئے  
 دیکھ لی اسے بے مروت دیکھ لی  
 بڑا دل - خیر مقدم کو یہاں سے  
 نبی کا لطف رہو فضل کر دگار رہے



شکر ایزد کہ در زمانِ سعید  
آمد این نسخہ عجیب پدید

### در حمد و نعت شریف

تسبیح کو زبانِ دی سجدہ کو سر دیا  
ہم کو دیا رسولؐ تو خیر البشر دیا  
جب بارِ عشق اوس نے مرے سر پہ پھریا  
نا چیز تھا سو اوس کو بھی اک چیز کر دیا  
تأثیر دی دُعا میں۔ دوا میں اثر دیا  
رحمت نے ہر گنہ سے مجھے پاک کر دیا

دل کو خدا نے اپنی محبت سے بھر دیا  
بنا زمانِ میں اس عطا پہ غلامانِ مُصطفیٰ  
رُتبہ بلند ہو گیا اس مُشتِ خاک کا  
کس مُنہ سے شکر ایزدِ باری ادا کروں  
ہر دردِ ہر بلا ہے پچانے کے واسطے  
گو میں گناہنگار تھا لیکن رہے نصیب

عثمان یہ اوس کا فضل ہے تجھ پر کہ بے رسول  
نعمت سے اپنی دامنِ مقصود بھر دیا

## غزل (۱)

لاکہ میں ایک ہمارا دل حیران ہوتا  
 درِ میسر جو کبھی قابلِ درمان ہوتا  
 وادیِ عشق میں دلِ غولِ بلیان ہوتا  
 کاش قابو میں ہمارے دلِ تالان ہوتا  
 وہ جو اکبارِ ذرا آنکھوں سے نہان ہوتا  
 فیصلہ آج ہمارا شبِ حیران ہوتا

یہ اگر آئندہ صورتِ جانان ہوتا  
 چارہ سازی کی میسج سے توقع ہوتی  
 حاجتِ شمعِ ہدایت کے ہوتی اے خضر  
 ہونے دیتے نہ کبھی عشق کی ہم زدہ دلی  
 دیکھتے پھر کہ تڑپتا دلِ مضطرب کیسا  
 خیر گزری کہ ہوئی صبح کی آمد ورنہ

اگ ہم بھی دلِ گردون میں لگاتے غما  
 نالہ دل جو ہمارا شرِ افشان ہوتا

## غزل (۲)

<p>دیکھ کر جلوہ معشوق کو حسیں اُن ہونا یہی لازم تھا ترے تیر کا پسکان ہونا غیر ممکن ہے ترے عشق کا پنہان ہونا دل کو بھی چاہئے اک صورتِ جانان ہونا اسکی تقدیر میں لکھا ہے پریشان ہونا وہن زخمِ مبارک تجھے خندان ہونا</p>	<p>دل کے حصّہ میں ہے مجوڑِ جانان ہونا دل سے بڑ بکر تری مڑگان کا نشاۂ کیا تو رازِ دل کوئی چھپائے تو چھپائے کیونکر اے تصوّر شبِ فرقت میں تسلی کیلئے زلفِ جانانِخی ہو ادل کو لئے پھرتی ہو پھر چلی تیغِ ستم یادِ بہاری کی طرح</p>
---	---

سخت جانی کا بُرا ہوا دمِ بے مل عثمان  
تیغِ قابل سے پُر ادل کو شیمان ہونا



## غزل (۳)

دیکھ کر تجھ کو ہوا اُنّہ حیران کیا کیا  
پھر مرے دل نے کئے قتل کے سامان کیا کیا  
دل پہ ڈھائی گئی ستم گردش و ران کیا کیا  
نظر آتے ہیں مری جان کے خواہان کیا کیا  
پیش دل نے کیا مجھ کو پشیمان کیا کیا  
دُہو کے دیتی ہے مجھے صوّتِ جان کیا کیا

گل ترے عشق میں ہن چاک گریبان کیا کیا  
پھر وہی چھیر ہے قاتل سے وہی خنجر سے  
چشمِ جانان کی محبت میں خیر تھی کب کو  
یہ ادائیں۔ یہ کرشمے۔ یہ غصے کے انداز  
ضبط کی تاب یہ خنجر قاتل نہ رہی  
کیا کہوں رنگ ہو کیا عشوہ گری کا اید

بنوس وصل کو تھوڑا نہ سمجھنا عثمان  
رنگ دکھلائیگا کھ خوابِ نشان کیا کیا

## غزل (۴)

دل کے آئینہ میں ہو صورتِ جانان پیدا  
وصلِ دلدار نے کی ہے شبِ بھران پیدا  
اوسکی زلفون نے کیا سلسلہٴ ضبان پیدا  
دل نے وحشت میں کیا ہو یہ گریبان پیدا  
جس طرح سنگ سے ہو آتشِ سپہان پیدا  
اے جنون ہمنے کیا ہے یہ بیابان پیدا

کاش ہو غیب سے دیدار کا سامان پیدا  
عیش میں غم کا بھی اندیشہ لگا رہتا ہے  
پھر وہی دل ہو وہی سر ہو وہی سوؤا  
آج دامن میں نیا چاک نظر آتا ہے  
اس طرح دل سے ہو اسوزِ محبت ظاہر  
وسعتِ دل کی یہاں سیرِ لا کرئی ہے

چمنِ عشق کا تم رنگ تو دیکھو عثمان  
دل کے زخموں نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

## غزل (۵)

<p>تیرنگہ سے دل کا نشانہ اُڑا دیا          دامن پہ او سکے خون کا دھبہ لگا دیا          شمع مزار کو بھی ہماری بجھا دیا          یہ اضطرابِ دل نے تماشا دکھا دیا          اک داغِ دل تھا او سکو بھی نے مٹا دیا          بیدارِ نحت نے مجھے ایسا جگا دیا</p>	<p>قاتل کی چشمِ ناز نے مجھ کو لٹا دیا          دل کی تڑپ نے کر دیا قاتلِ سونفعل          اچھا کیا سلوک یہ بادِ نسیم نے          قاتل بھی لوٹا ہے مزارِ ننگ دیکھ کر          باقی رہی نہ کوئی محبت کی یادگار          آئی نہ مجھ کو نیندِ شبِ وصلِ تاسخہ</p>
---	---

<p>بیٹھے بٹھائے عشقِ بینِ عثمان گویا ہوا          دامنِ بلاءِ مینِ طائرِ دل کو پھنسا دیا</p>	
--	--

## غزل (۶)

<p>حال کیا پوچھتے ہو غفلت و بھاری کا          اشک آنکھوں سے نکلے ہیں شرار و بیکار          تو کہاں مرغِ حمن - خانہ صیاد کہاں          دل پہ - معشوق کے پردہ میں تم کراہو          خوف یہ ہے کہیں سودا نہ گلے پڑ جاؤ          کوئی مونس نہیں - ہدم نہیں غمخوار نہیں</p>	<p>کر دیا شوق نے غم کو مجھے منواری کا          کوئی دیکھے یہ اثر دل کی شررباری کا          بیچ بیا حال تو - اپنی یہ گرفتاری کا          یہ نیازنگ ہے اس گنبد زنگاری کا          حوصلہ کون کرے تیری خریداری کا          صرف اک غم ہے جو دم بھر مایہ غمخواری کا</p>
--	---

دردِ دل مٹ نہ سکا چارہ گروں سے غما

کچھ دوا وہی نہیں عشق کی بیماری کا

## غزل (۷)

<p> بجھکو بھی میری طرح دردِ جگر ہو جائیگا  اپنا مرغِ نامہ بر بے بال و پر ہو جائیگا  آبِ نخلت سے مراد امن جو تر ہو جائیگا  کیا خبر تھی یا تو بیدار ہو جائیگا  آشک جو نکلیگا آنکھوں سے شر ہو جائیگا  ورنہ تیرا قاتمہ مرغِ سخن ہو جائیگا </p>	<p> دردِ دل کا رفتہ رفتہ یہ اثر ہو جائیگا  تیرے مرثیگان کے مقابل کوئی اسکا نہیں  ابرِ رحمت کا فرہ دیگا یہ اسے زاہد مجھے  دل دیا تھا ہم نے تجھ کو اور ہی کچھ جانکر  گر ہی سوزِ محبت ہو تو اسے دل دیکھنا  وصل کی شب ہو بھی سے اس قدر نالانہو </p>
--	---

دستانِ عشق ہے یہ نعمۂ بلبلی نہیں  
سُن کے عثمان کا فسانہ دردِ سر ہو جائیگا

## غزل (۸)

اُدا کی تیغ سے سفاک نے ہلاک کیا  
ہزار بار جو اوس نے جلا کے خاک کیا  
کہ میرے دل نے ترے تیر کا تیا کیا  
جنون کے جوش میں دامنِ دشت چاک کیا

قضا کو آجِ مذمت نے درِ دناک کیا  
کبھی نہ اُفت بھی ہماری زبان سے نکلی  
و فورِ شوقِ شہادت تھا اس قدر قاتل  
رہا نہ مارِ گریبان کا جب کوئی باقی

نجات کی کوئی صورت نہ تھی مگر عیسا  
خدا کے فضل نے عیسا سے مجھ کو پاک کیا

## غزل (۹)

<p>اوسکی نگاہِ ناز نے دل پر فُسون کیا          واماں دشت کو بھی جو نذرِ جنون کیا          خونِ جگر نے - دیدہ تر - لالہ گون کیا          مین نے وصالِ یار کا اسکو شکون کیا          کوتاہی نصیب نے غم کو فُسون کیا          نالوں نے جسکے چرخ کو بھی سرنگون کیا</p>	<p>تیج ادا نے جسکی تمنا کا خون کیا          میری طرح سے خاک اڑا بیگا کیا کوئی          کیا رنگ میکشی کا جمے بھر یار مین          بادِ بہار آکے جو مجھ سے گلے ملی -          شکوہ کسی سے عشق مین ایدل نہیں مجھے          ظالم ہمارے اس دلِ نالان سے ہوشیا</p>
--	--

عثمان مثالِ شمع رہے دم بخودِ مدام  
 ظاہر کبھی زبان سے نہ سوزِ درون کیا

## غزل (۱۰)

<p>شغلہ اے دل ہے اشک و آہ کا فرش سے یہ عرش تک جانے لگی چلے آئے تاب و توان - صبر و قہراً دیکھ کر یہ عارضِ روشن تر ہے</p>	<p>دُشک کیا تو نے نکالا چاہ کا رنگ دیکھے کوئی میری آہ کا ساتھ دے کون اس دلِ گمراہ کا ہو گیا فقِ رنگِ مہر و ماہ کا</p>
---	---

عشق کا آغاز ہو یا ربِ مجنوں  
سایہ ہو عثمان پہ بسم اللہ کا



## غزل (۱۱)

<p>             مے کے کینخت نے مجھ کو بھی مٹایا کیسا              داغِ فُرت کو کھلے سے لگایا کیسا              کیا کہوں اس دلِ مضطرب نے تنہا کیسا              بیوفا تو نے مجھے دل سے بھلایا کیسا              یہ تماشا مری آنکھوں نے دکھایا کیسا              بچ و غم دل پر مرے ابرسا چھلایا کیسا              ہائے کینخت نے اس دل کو جلایا کیسا              تو نے اسے دیدہ تر روگ لگایا کیسا           </p>	<p>             ہائے دل اوس بُتِ طنا ز یہ آیا کیسا              شبِ غم میں اسے دل سوز سمجھ کر اپنا              رات ساری مجھے کروٹ ہی بدلتے گزری              ہوئی مدت کہ نہ قاصدِ ہر نہ خطِ ہر نہ پیام              جلوہ یار سے تڑپا ہے مراد دل کیسا کیسا              ہجرِ ساقی میں بستی ہوئی آنی جو گھٹا              لگ لگ جائے الہی تشسِ ہجران کو              آشکباری سے کوئی دم نہیں ہوتی فُرت           </p>
--	--

رہے کوہِ کن و قیس بھی دیکر عثمان  
 عشق کا بارِ گرانِ بے تنے اوٹھایا کیسا

## غزل (۱۲)

صبر و قرار و ہوش سے بیگانہ ہو گیا	دل اوس پری کو دیکھ کے دیوانہ ہو گیا
اب کیا حصولِ پند و نصیحت سے ناصحا	عشقِ تیان سے دل مرابتخا نہ ہو گیا
اب نام بھی نہیں کہیں - فریاد و قیس کا	دل کا مرے عجیب یہ افسانہ ہو گیا
کچھ محنت سے ہمو شکایت نہیں رہی	شیشہ ہمارا ٹوٹ کے پیمانہ ہو گیا
بیٹھے بٹھائے یہ دل سوزان کو کیا ہوا	اوس شمعِ روپ آج جو پروانہ ہو گیا
صد آفرین ہے حسرت دیدار یاد پر	آنکھوں میں جلوہ گر رخِ جانا نہ ہو گیا

عثمان ہی ایک زندے ایشام کچھ نہیں  
زاہد کا گھر بھی آج تو مینا نہ ہو گیا

## غزل (۱۳)

<p>دیده و دل کا فسانہ کو بگو ہو جائیگا۔  اک نہ اک دن۔ دل ہمارا سُرخ ہو جائیگا  آبِ خنجر سے جو تر مہیرا گلو ہو جائیگا  آشکِ خجالت سے مرے تیرا وضو ہو جائیگا  بچ گیا جو دل۔ تو خونِ آرزو ہو جائیگا  جھلکے پروانہ ترا۔ اسے شمع رو ہو جائیگا  خود بخود چاکِ جگر اپنا رو ہو جائیگا  زہد و تقویٰ ایک دن نہ رہو ہو جائیگا</p>	<p>کیا خبر تھی عشق میں ظالم جو تو ہو جائیگا  تا کجا کھینچتی رہے گی یار کی تیغِ ادا  پھر نہ اُسے قاتل رہیگا تشہ کامی کا گلہ  تجھ کو اسے زاہد مری ترد امنی کی کیا خبر  وار خالی جائے قاتل کا۔ یہ ممکن ہی نہیں  اک مراد دل کیا ہی جو آئیگا تیری بزم میں  جیسے یقین قاتل ترے تارِ نظر کے فیض سے  ہجو مے کرتا تو ہے واعظ مگر تو یاد رکھ</p>
--	--

دل سہاؤ عثمان کھٹک اسکی نہ نیکی کبھی  
رفقہ رفته خارجِ سبب آرزو ہو جائیگا

## غزل (۱۳)

<p>کہ اوٹھتے بیٹھتے ہم نے بھی تیرا نام لیا جو میرے قتل میں تیغِ آواز سے کام لیا کہ وقتِ آہ بھی ہم نے جگر کو تھام لیا کہ تیرے ہاتھ سے ساقی یہ ہنسنے جام لیا ہمارے دل نے یہ قاتل سے انتقام لیا قضا نے ہاتھ میں مقتل کا انتظام لیا</p>	<p>زبانِ دل سے یہی کام صبح و شام لیا قضا بھی رگبتی قاتل کے سامنے حیران لیا کچھ اس قدر رری فرقت میں ناتوانی تھی خیالِ چشم سے بیخود ہوئے تو یہ سمجھے خدا نگِ آہ سے تڑپا دیا دمِ بسمل لیا جو قتلِ عام کو نکلے وہ کھینچ کر تلوار لیا</p>
---	--

ہوائے شوق نے عثمان کو دی مبارکباد  
اِسیر کرنے کو صیاد نے جو دام لیا

## غزل (۱۵)

<p>ایک بھی کوچہ جاناں سے نہ شادان نکلا          خاک بھی ہو گئے ہم آتشِ غم سے جلکر          آشکِ نکلے مری آنکھوں سے جگر سو فریا          نالہ کشِ عشق میں اک بلبِ شیدا ہی نہیں          لاکھ تدبیرِ سیحانے نکالی۔ لیکن          ولہر یا ہو کے قیامت ہو اغمرہ تیرا</p>	<p>کوئی گریبان۔ کوئی تالان۔ کوئی حیران نکلا          پر نہ دل سے اثرِ سوزِ شہنشاہ نکلا          مدعا دل کا نہ میرے۔ کسی عنوان نکلا          شاہِ گل بھی سدا۔ چاکِ گریبان نکلا          دردِ الفت کا نہ اتنی کوئی دربان نکلا          دل کا کیا ذکر مری جان کا خواہان نکلا</p>
--	---

سرگزشتِ دلِ بیاب کہانتک عثمان  
 یہ تو اک قصہ پر درد و پرار مان نکلا

## غزل (۱۶)

<p>زخم کھانے سے دل بیمار اچھا ہو گیا          پارہ پارہ دل ہوا ٹکڑے کلیجہ ہو گیا          پھر مر زخم کہن قیمت سے تازا ہو گیا          وہ نہ آئے مفت میں - خون تنہا ہو گیا          خوبی قیمت سے کیا سامان پیدا ہو گیا          آج تو دشمن بھی دل سے دوست اپنا ہو گیا          نقشِ الفت - لوحِ دل پر میری کند ہو گیا          سنگدل کے عشق میں - پتھر کلیجہ ہو گیا          دردِ الفت سے - مرے دل کا دوا ہو گیا          بیٹھے بیٹھے آج ناصح کو بھی سودا ہو گیا</p>	<p>زخم کھانے سے دل بیمار اچھا ہو گیا          پارہ پارہ دل ہوا ٹکڑے کلیجہ ہو گیا          پھر بہار آئی چمن میں - پھر مجھے اوجھلا ہوا          شام کو آئینکا وعدہ تھا - مگر کیا کیجئے          جام ہے - ساقی ہے - مے ہے - شاید مقصود ہے          غیر حالت دیکھ کر میری - تمہارے عشق میں          اب ہزار اسکوٹائے کوئی میٹ سکتا ہے          آفتین کیا کیا اٹھائیں - رنج و غم کیا کیا          چارہ گر سے پوچھئے - اب کس کا تراہی علاج          جھکو سمجھانے یہ آئے ہیں - تماشا دیکھئے</p>
---	--

جس طرف دیکھو یہی چرچا ہے یہی افسانہ ہے  
 عشق میرا کیا ہوا عثمان تماشا ہو گیا

## غزل (۱۷)

کیا کیا شبِ غمِ جان پہ آزار نہ آیا بیوجہ گلے پر جو چھری پھیر دی تو نے نرسبز ہو اسارا چمنِ موسمِ گلِ مین سمجھا کے بیگانہ مجھے شیخ و برہن چدن سے فلک نے مری قیمت کو سلا یا نیا کمانہ دے رخم تری تیغِ ادا نے	لب تک مگر احوالِ دل زار نہ آیا کیا زحمت تھے مجھ پر ستمگارانہ آیا اک نخلِ تنائیں مرے بار نہ آیا کچھ کام مرے سب سے و زار نہ آیا پھر خواب تھے دیدہ بیدار نہ آیا باقی نہیں دلِ حبسہ کہیں وار نہ آیا
--	--

عثمان اوغین کیون میری نہ آیکا گلہ  
تھا اپنی طبیعت کا میں مختار نہ آیا

## غزل (۱۸)

<p>وہ پاس تھے تو مرا حال یوں خراب تھا ہزار وصل کا اُون سے کیا سوال مگر سنا کے عشق میں کیا جھکو ملکِ ظالم شبِ سراقِ فلک پر گھٹا جو چھانی تھی یہ حُسن و عشق میں اچھی مناسبت دیکھی وَقُورِ شوقِ مین - بوسہ جو لے لیا رخ کا</p>	<p>ترپ جگر مین نہ تھی - دل میں اضطراب نہ تھا ہنسن ہنسن کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا ہمارے دل کا دکھانا کوئی ثواب نہ تھا دھوانِ مرے دلِ سوزان کا تھا سحاب نہ تھا مرا و فایم - جفا میں ترا - جواب نہ تھا خطایہ دل کی تھی - مین قابلِ عتاب نہ تھا</p>
---	--

خدا کے فضل نے بخشا ورنہ ای عثمان

مرے گناہوں کی کچھ حد نہ تھی حساب نہ تھا



## غزل (۱۹)

<p>اپنے مشتاق سے دم بھر نہ جُدا رہنا تھا          شوقِ پاؤں جو تھا حسرتِ دیدار کے ساتھ          جھکوپروا نہیں قاتل جو کھنچا رہتا ہے          ٹھہرو کرین اس کو لگتا کوئی آتے جاتے          ہدفِ ناوکِ اندازِ واد اکوین ہوتا          شرم کا کام نہیں ناز بھری چٹون میں</p>	<p>ہائے جھکومری چھاتی سے لگا رہنا تھا          میری آنکھوں کو بھی قدُمون ہو لگا رہنا تھا          تیغِ قاتل کو تو مجھ سے نہ کھنچا رہنا تھا          میرے دل کو بھی سدا راہِ پُرا رہنا تھا          میرے دل کو میرے سینے میں چھپا رہنا تھا          بیکے شوخی تجھے آنکھوں میں جیا رہنا تھا</p>
---	---

رہے گلشن میں پھنسنے صورتِ بلیں عثمان

رنگ و بو بیکے ہمیں سب سے جُدا رہنا تھا

## غزل (۲۰)

ایک مدت سے ہر شاقِ جفا دل اپنا	دیر اب کرتا ہے کسو اسطے قاتل اپنا
ہجر میں تیرے ٹپتا ہے فغان کرتا ہے	کسی صورت سے سنبھلتا ہی نہیں دل اپنا
دیکے دل یار۔ پڑی جان کے لالے مجھ کو	اب بھی کیا حال نہیں رحم کے قابل اپنا
نہ زمانے کی شکایت نہ گلہ قسمت سے	پوچھتے سچ تو خطا وار ہے اک دل اپنا
ہم بھی کرتے نہ خوشامد کبھی تیری لیکن	اس سے مجبور ہیں قابو میں نہیں دل اپنا
رحم اوسمین نہ وفا اوسمین نہ الفت اوسمین	حیف صد حیف کہاں جا کے لگا دل اپنا

ایسے دشمن کو کروں کیسے خوالے غما  
اب تو دُوبھر ہو جاتا ہوں مجھے دل اپنا

## غزل (۲۱)

<p>رنگ کیا کیا نہ زمانے کو بدلتے دیکھا          کوئی حسرت - کوئی اُمید نہ بکلی میری          یہ مرضِ عشق کا ایسا ہے کہ جیسا ہر حال          آفتیں لاکھ ہوں بجاتی ہیں سر سے لیکن          اشک کے ساتھ نکلنے لگے ٹکڑے دل کے          نچا بلا ہے دل پر سوزا ہی میرا</p>	<p>جسکو دیکھا کفِ افسوس ہی ملتے دیکھا          بار بار آہ کو سینے سے نکلنے دیکھا          کس نے بیمارِ محبت کو سننے دیکھا          نہ بلائے شبِ غم کو کبھی ملتے دیکھا          یہ نتیجہ تری الفت کا نکلتے دیکھا          جسکو ہر دم نفسِ نمر دے جلتے دیکھا</p>
--	--

لاکھ تدبیر نکالی گئی - لیکن عثمان  
 دل کا ارمان تو کوئی نہ نکلتے دیکھا

## غزل (۲۲)

<p>گلِ فُسردہ کو مُژدہ بہار کا پہونچا  کہ ماتھ دامنِ گلِ تنک نہ خار کا پہونچا  زہے نصیب کہ خطا و سنجار کا پہونچا  کہ سرِ فلک پہ ترے خاکسار کا پہونچا  ادھر بھی دیکھ کہ عالمِ خار کا پہونچا  یہ حال اب ترے اُمیدوار کا پہونچا  دماغِ چسبہ پُشتِ غبار کا پہونچا  کہ دکھ نہ جائے دمِ فرجِ یار کا پہونچا</p>	<p>دلِ شکستہ کو پیغامِ یار کا پہونچا  ہوا خیزِ انہی مٹاتی بہار کو کیونکر  یہ آج شخصہ درِ جگر ملا مجھ کو  ملا ہے رتبہ عالی یہ خاکساری سے  جہان کو مست کیا اک گناہ نے ساقی  جو کچھ اُمید تھی وہ بھی جواب دینے لگی  نہ کسی خاک کو پامال کر دیا تو نے  نہیں ہر جان کی پروا اگر یہ غم ہے مجھے</p>
--	--

چمن کا رنگ یہ کہتا ہے مجھ سے اے عثمان  
نعرانِ ہوا ہوی موسمِ بہار کا پہونچا

## غزل (۲۳)

<p>آہ ہوتی - نہ فغان ہوتی - نہ نالا ہوتا          ایسے دشمن کو تو پہلو میں نہ پالا ہوتا          موسم گل میں ہر اک پھول - پیلا ہوتا          آہ رکتی شبِ فرقت میں تو نالا ہوتا          تو نے ظالم مجھے آفت میں نہ ڈالا ہوتا          میرے داغوں کا کوئی دیکھنے والا ہوتا          کوئی ارمان مرے دل سے نکالا ہوتا          دل مضطر کو جو پہلو میں سنبھالا ہوتا          میرا ہر داغ جگر عشق میں لالا ہوتا          اکاش ترکش سے کوئی تیر نکالا ہوتا</p>	<p>حالتِ دل جو کوئی پوچھنے والا ہوتا          دل بیتاب کو سینے سے جدا رکھنا تھا          لطف آتا ہمیں گلزار میں میخانے کا          بند ہونا لبِ منہریا دکانا ممکن تھا          خودِ محبت میں پھنسا تھا تو پھنسا تھا ایدل          ہے اگر سیر کے قابل تو یہی گلشن ہے          جھکو اب تک نگہِ لطف کی حسرت ہی رہی          یہ مصیبت - یہ قیامت - یہ بلا کیون آتی          رخِ گلرنگ کا جاتا نہ تصور دل سے          میری آہوں کا سنگرت تجھے دینا تھا جواب</p>
--	--

چمنِ عشق میں آتی جو بہارے عثمان

زخمِ دل کا بھی مرے - رنگِ دو بالا ہوتا

## غزل (۲۴)

<p>چاک ہیں جبینِ سنار و نہ ہوا من میرا          ہائے اب دل بھی ہوا جاتا ہے دشمن میرا          یلگیا شمع کو جس رُوز سے مدفن میرا          صورتِ زخمِ جگر چاک ہے دامن میرا          سُن لیا تھا جو ذرا نالہ و شایون میرا          دوست تو دوست ہیں غم کھاتی ہیں دشمن میرا          آتشِ گل سے نہ جلجلائے نشیمن میرا          داغِ سینہ ہے چسراغِ تہِ دامن میرا</p>	<p>اے جنونِ حال زمانے پہ ہے روشن میرا          کوئی دلسوز نہیں اے بُتِ پرفن میرا          خوب دل کھول کے ہر شام کو رو لیتی ہے          دستِ قاتل کا اثر دستِ جنونین دیکھا          رات بھر نیند نہ صیاد کو آخر آئی          مرضِ عشق میں پہنچی ہے یہ حالت میری          رنگِ گلزار ترقی پہ ہے یں ڈرنا ہوں          صرصر آہ سے کیونکر نہ بچاؤں اسکو</p>
--	--

ابرِ رحمت کا یہ احسان ہر مجھ پر عثمان  
 چمنِ دہرین سربِ نر ہے گلشنِ میرا

## غزل (۲۵)

سلا تھ رکھا ہے پئے قتلِ ستگر اپنا  
 نئے و معشوق کی صحبت بھی عجیب صحبت ہو  
 ایک و قریبے بیانِ غم و حسرت کیا ہو  
 خواب میں بھی نہ ہو یا رکاردید انصیب  
 نیکدہ سے ہو نہ مطلب۔ نہ ہر ساقی ہو غم  
 بات کیا ہے جو ترپنے میں مزہ آتا ہے  
 دیکھتے ساحلِ مقصود کب آتا ہے نظر  
 نیٹھے بیٹھے تجھے چپ لگ گئی کون خیر تو ہے  
 سنگِ دل۔ بانی بیداد۔ جفا جو۔ عیار  
 کیا ستم ہو کہ چلے کوچہ جانان مے جو ہم  
 جامِ ساقی نے دیا غیر کو میرے ہوتے

تیر و مرگان و کمان ابرو و خنجر اپنا  
 ہاتھ میں جام ہے آغوش میں دلبر اپنا  
 کیا لکھو نہ نامہ میں حالِ دلِ مضطرب اپنا  
 وائے قیمت کبھی جاگا نہ مقدّر اپنا  
 مئے الفت سے بھرا رہتا ہے ساغر اپنا  
 ستم اک لطف سے کرتا ہے ستگر اپنا  
 قلمِ عشق میں اب دل ہوشناور اپنا  
 حال کچھ کہہ تو سہی اے دلِ مضطرب اپنا  
 ہائے تقدیر کہ دل آیا ہے کس پر اپنا  
 دل جدا ہو گیا پہلو سے بٹک کر اپنا  
 رہ گیا خونِ جگر ہائے میں پیکر اپنا

ہو گا کیا حال نہ امت سے ہمارا عثمان

حال پوچھیکا سحرِ شرِ جو داور اپنا

غزل (۲۶)

نالے کیون منہ سے نکلتے ہیں شرابار۔ یہ کیا  
پھینک دی پھینچ کے جلا دے تلوار۔ یہ کیا  
یہ نہ آئی کہ اسے طالب دیدار۔ یہ کیا  
اور ہوتی ہے مجھے حسرت دیدار۔ یہ کیا  
خاۂ دل کو کیا تو نے جو مسمار۔ یہ کیا  
اپنے ہاتھوں سے کیا خون کا اظہار۔ یہ کیا  
بے سبب پھر گئی مجھ سے نگہ یار۔ یہ کیا  
دلیں اک پھانس کھٹک جاتی ہو ہر بار۔ یہ کیا  
میرے ساتی نے مجھے کر دیا ہشیار۔ یہ کیا  
کبھی اسرار زبان پر۔ کبھی انکار۔ یہ کیا  
آج آہیں نہیں کرتا دل بیمار۔ یہ کیا  
ہو گئے بند ہمارے لب اظہار۔ یہ کیا  
بل کی لیتے ہیں ترے گیسو خدار۔ یہ کیا  
اور بھی بڑھنے لگا عشق کا آزار۔ یہ کیا

سوزِ الفت میں بن کیا جانے اسرار۔ یہ کیا  
میری آہوں نے تجھی پر یہ سرم دھایا کر  
سبب دیدار جو غش آنے لگا موٹے کو  
جس قدر دیکھتا ہوں صورتِ دلکش تیری  
اس میں تو اٹھ پہریا دِ ترسی رہتی تھی  
قل کے بعد تو مہندی نہ لگائی ہوتی  
آسمان مجھ سے پھرا تھا تو پھرا تھا۔ لیکن  
خلشِ نوکِ مرثہ گریہ نہیں۔ پھر کیا کر  
بجو دی میں تو یہاں۔ اور ہی لطف آتا تھا  
صاف کہہ دیجئے جو دلیں ہو۔ جھگڑاٹے  
خیر ہو روینکی۔ کل تک تو صدا آتی تھی  
وصل میں قصیدہ تھا۔ کھل کے کرینگے شکوہ  
اکیلا بیچ میں شاید دلِ ناشتہ مرا  
وصل سے تھی مجھے آرام کی اُمید مگر

ظلم پر ظلم وہ دھاتے ہیں دلِ عثمان پر  
کوئی اتنا نہیں کہتا کہ ہے سرکار۔ یہ کیا



## غزل (۲۷)

<p>پھرتے سر سے مجھے عشق کا آزار ہوا  زہد پر ناز ہے زاہد کو۔ خبر اسکی نہیں  یہ فرہ تا وکِ قاتل نہ کبھی بھولیگا۔  وہ بلا میں ترے گیسو کہ مراد لکھا ہے  کوچہ یار میں دیدار کی صورت نہ رہی  چارہ گر سے مین بیان دردِ جگر کیا کرتا  شمع بھی صورت پر و انہ جلا کرتی ہے  سحر وصل دکھاتی مجھے پھر قسمت نے</p>	<p>جان و دل نیچے پھراؤسکا خریدار ہوا  قابلِ عفو و ہی ہے جو گنہگار ہوا  ترتیر خون سے میرے لبِ سُوفا رہوا  دامِ مین طائرِ دانا بھی گرفتار ہوا  بندِ قسمت سے مری۔ روزِ نِیوار ہوا  حالِ دل اپنا کبھی قابلِ اظہار ہوا  کستور گرم ترے حُسن کا بازار ہوا  بختِ خفّہ مرا پھر خواب سے بیدار ہوا</p>
---	---

بارہا اپنے وعدے کئے تم سے عثمان  
کبھی پورا نہ کر آپکا اقرار ہوا

## غزل (۲۸)

چھایا ہے ابر۔ آیا ہے موسم بہار کا  
 دل میں بندھا ہوا ہے تصور جو بہار کا  
 آنی جو صبحِ حشر تو اس سے ملی نجات  
 آہ و فغان کا ضبط کیا آجتک مگر  
 صبر و قرار و ہوش سبھی ہو گئے فنا  
 چکرا دیا فلک کو۔ زمین کو ہلادیا  
 دودِ جگر کو جب نہ ٹھکانا ملا کہیں  
 یہ سب سہی کہ آؤ گے وعدہ یہ تم۔ مگر  
 ہے آج چشمِ ساقی مہوش پھری ہوئی  
 تھامے ہوئے جگر کو وہ آتے ہیں سامنے  
 ایسی ہوا بندھی ہے مرے دودِ آہ کی

ساقی پلا دے جامِ مئے خوشگوار کا  
 ممکن نہیں کہ دخل ہو صبر و قرار کا  
 تھا کس بلا کا طول شبِ انتظار کا  
 اب دل نہیں رہا ہے مرے اختیار کا  
 روشن ہے اک چیراغِ دلِ داغدار کا  
 خالی گیا نہ صبرِ دلِ بقرار کا  
 پروانہ بن گیا مری شمعِ مزار کا  
 کیا اعتبارِ زندگیِ مستعار کا  
 گردشِ میں ہے نصیبِ کسی بادہ خوار کا  
 دیکھا اثرِ ہمارے دلِ بقرار کا  
 دمِ بند ہو رہا ہے نسیمِ بہار کا

عثمان یہ سربلند ہوا بعدِ مرگ بھی  
 اللہ کے حوصلہ مرے مُشتِ غبار کا

## غزل (۲۹)

جان رکھدی ناز پر۔ دل بھی ادا پر رکھ دیا  
 اونکی مٹھی میں نہیں ہر۔ اونکی زلفوں میں نہیں  
 آنکھ جسم دیدہ مخمور ساقی پر پڑی  
 ہو رہی دیر سے جھگڑا حیات و موت میں  
 ناوک بیدار سے کب چشم پوشی ہنسنے کی  
 کوچہ گردی سے جونیون ایک دم فرصت نہیں  
 نامہ عشق و محبت کی طوالت دیکھتے  
 استدر فتنے اٹھائے تو نے اسی محشر خرام  
 دل کو دیکھا اس نگاہ تیز سے سفاک نے

نوں حسرت کا کیا تو نے جو خنجر رکھ دیا  
 کس جگہ دزدِ حنائے دل چرا کر رکھ دیا  
 میکدے میں ہاتھ سے مستوں نے ساغر رکھ دیا  
 فیصلہ موقوف ہمنے تجھ پہ خنجر رکھ دیا  
 خونِ دل بختِ جگر۔ جو تھا میسر رکھ دیا  
 پاؤں میں میری۔ فلک نے اپنا چکر رکھ دیا  
 ہاتھ میں قاصد کے میں نے ایک فقر رکھ دیا  
 تیرے ہر نقشِ قدم پر حشر نے سر رکھ دیا  
 تیرا کتر کش میں گویا اوس نے لیکر رکھ دیا

دیکھ کر دلدادہ مینوشی کا اسم عثمان مجھے  
 آگے ساقی نے مرے۔ مینا و ساغر رکھ دیا

## غزل (۳۰)

رنگ لائیگا ترپن بیل ناشاد کا  
 یا دپر ٹہرا ہے گرو عہدہ ستم ایجا دکا  
 دو ہی دن کے بعد پھر بدلی ہوا کے صحن باغ  
 یہ گل و بلبل کی سرگوشی نہیں ہے بے سبب  
 دل بھی حاضر ہو۔ جگر بھی۔ جان بھی تیر لے  
 سنگ دل گر آپ ہیں تو ایک ہی مین سخت جان  
 باغبان کیسی چلی ہے یہ ہوا سے انقلاب  
 لذتیں ملنے لگیں دل کو جھانے چرخ مین  
 پھیر قسمت مین جو تھا نکلا نہ وقت فوج بھی  
 شا دین ارمان یسکراد سکے آنیکی خبر  
 مضطرب ہوگا کوئی۔ وحشت زدہ ہوگا کوئی  
 ظلم سہتے سہتے آخر مٹ گیا شدید اترا  
 مین وہ بیل سون کہ فصل گل مین گرنالے کرو  
 حوصلہ اون کے ستم کا بڑھ گیا کچھ اور بھی  
 دل ہی قابو مین نہیں جیسے پڑی تجھ پر  
 اوسکے کوچہ مین غبار راہ سا ہوگا کہن مین  
 جلوہ گر رہتی ہیں اس مین کسی کسی صورت مین  
 کہتے ہیں رو کر چمن مین عند لسان چمن  
 ناوک بیداد سے بیل اسکو کر چنے۔

جل اوٹھ گیا نالہ سوزان سے گھر صیا دکا  
 کیا جھکا نہ ہے کہو اوس بی وفا کی یاد کا  
 کچھ عجیب نقشہ ہے یارب گلشن ایجا دکا  
 اوسکو ٹھکین کا ہے کھٹکا اسکو ڈر صیا دکا  
 حوصلہ باقی نہ رہ جائے کوئی بیداد کا  
 آپکا پتھر کا دل میرا جگر فولاد کا  
 باغ ویران ہے۔ فقس آباد ہے صیا دکا  
 رنگ اسنے بھی اور آیا ہے تری بیداد کا  
 چلتے چلتے پھر گیا منہ جھجھکا دکا  
 خانہ دل مین کیا ہے غل مبر کبا دکا  
 یہ پتہ ہے نامہ بزرگوں کے ستم ایجا دکا  
 ہے جھکا نہ بھی کہن اس خانمان برباد کا  
 موم ہو ہو کر گچھل جائے جگر صیا دکا  
 خوب اثر اولٹا ہوا ایدل تری فریاد کا  
 اب خدا جانے نتیجہ کیا ہو اس آقا دکا  
 یاد ہے اتنا پتہ مجھ کو دل ناشاد کا  
 دل ہمارا ہے مرقع عالم ایجا دکا  
 اے فلک یہ ظلم تیرا ہے کہ ہے صیا دکا  
 کچھ تدارک بھی تو ہو جائے دل ناشاد کا

کیوں نہ پہلو مین یہ ترپے مرغ بیل کی طرح  
 ہے دل عثمان نشانہ ناوک بیداد کا

## غزل (۳۱)

گلگشت کے قابل نہیں گلزارِ جہان کا  
 لو اور سنو تیرنگا ہوں کے لگا کر  
 بھولی ہوئی کیوں فصلِ بہاری پہ پُبل  
 ہوتے ہو کر آنکھوں سے وہ آجاتے ہیں دلیں  
 پہلو میں تڑپ کر۔ تری فرقت میں ہمیشہ  
 سنتا ہی نہیں کوئی جہان میں یہ تم ہے  
 ہمسایہ بھی نالان میں تری ہاتھ سے اسی دل  
 کہدو یہ طلیوں سے کہ پوچھو نہ مرِ حال  
 زلفوں میں بھی شمعِ رخِ دلدار تو دھونڈا

یہاں فصلِ بہاری میں بھی کھٹکا ہے خزان کا  
 ابرو سے لیا کامِ سگر نے کمان کا  
 موسم ابھی آجائیکا دم بھر میں خزان کا  
 گویا یہی رستہ ہے تصور کے مکان کا  
 نقشہ مراد لکھنیچتا ہے برقِ تپان کا  
 اظہار کروں کس سے میں اس دروہان کا  
 سن سُنکے شبِ بحر میں شور آہ و فغان کا  
 دم لینا ہی دشوار ہے آرامِ کہان کا  
 پایا نہ پتہ کچھ دل بے نام و نشان کا

واقف ہے مر مرِ آج مراتب سے زمانہ

عثمان جو ہوں ملالِ شہِ کون مکان کا

## غزل (۳۲)

دل کی مراد آئیگی پروردگار کب  
 نکلینگے دل سے حسرتِ ارمان کے خار کب  
 دل پر فراقِ یار میں ہے اختیار کب  
 لیجائیگی اوڑا کے ہمارا غبار کب  
 پوشیدہ آپ سے ہے مراحلِ زار کب  
 شوخی میں تم سے کم ہے۔ دلِ بقیار کب  
 چھوڑینگے ساتھ ہجر میں یہ تین چار کب  
 پوچھینگے آکے خود۔ وہ مراحلِ زار کب

گذر گی یا خدایہ شبِ انتظار کب  
 اگر گلے ملیگا مرا گلے زار کب  
 نالے نخل ہی جاتے ہیں ہر چند روکے  
 بادِ صبا بتا تو ذرا۔ کوئے یار میں۔  
 حاجت نہیں ہے۔ کچھ میری اطہارِ حال کی  
 پہلو میں میری اسکو بھی دم بھر نہیں قرار  
 رنج و ملال۔ آہ و فغان۔ درد و عشقِ عم  
 قاصدِ ترے بیان سے تسلی نہیں مجھے

عثمان تمام دشت چمن ہو گئے نہال  
 میرے چہرے میں آئیگی فصلِ بہار کب

## غزل (۳۳)

<p>             ہو گئے خشک مرے دیدہ تر آپ سے آپ              کون ہو گا ہدفِ تیر نظر آپ سے آپ              سچ ہے یہ عشق میں ہوتا ہوا اثر آپ              اوں کو نالے مرے۔ دیتی ہیں خبر آپ سے آپ              دانہ ہر آشک کا بنتا ہے گہر آپ سے آپ              چاک ہو جائے گریبانِ سحر آپ سے آپ           </p>	<p>             بڑ گیا ہائے مراسوزِ جگر آپ سے آپ              آفرین لے دل بیتاب ہے بچھیر ورنہ              مہربان مجھ پہ ہوا یا رتو حیرت کیا ہے              اب تو کچھ نامہ و پیغام کی حاجت نہ رہی              آبر و عشق نے دی ہے یہ مری آنکھوں کو              ہوا آہی شبِ غم میں یہ اثر و حشت کا           </p>
--	--

آپ سے آنکھ پر امین گے وہ کتنا عثمان  
 مل ہی جائیگی کسی روز نظر آپ سے آپ

## غزل (۳۴)

<p>اور تے ہن مری سینے سے آہوں کے شر آج          تو نے مجھے بدنام کیا۔ دیدہ تر آج          دل سینے میں بتیاب ہے۔ بچپن جگر آج          ہم آنسوؤں کے تار پہ بھیجیں گے خبر آج          خورشید قیامت نظر آتا ہے قمر آج          مژدہ یہ سناتی ہے مجھے بادِ سحر آج</p>	<p>کس درجہ ترقی پہ ہے۔ یہ سوزِ جگر آج          رُونے سے عیان ہو گئے سب عشق کے آثار          کس شوخ کی دُزدیدہ نظر کر گئی تاثیر          رُو کر غمِ فرقت سے کرینگے اوسے اگاہ          وہ ماہِ جبین شب کو جو آنکھوں سے نہاں ہے          آتا ہے کوئی بادِ بہاری کی طرح سے</p>
--	--

اگر یہی بتیابی دلِ جُوش پہ عثمان  
 کس طرح شبِ ہجر مری۔ ہو گی بسر آج



## غزل (۳۵)

<p>ہم بک گئے ہیں اپنا خریدار دیکھ کر  سودا ہوا ہے کیسو خمدار دیکھ کر  گل بھی فریفتہ ہے وہ رخسار دیکھ کر  بھولے ہیں شیخ خانہ خمدار دیکھ کر  بلبل پھرک رہی ہے یہ گلزار دیکھ کر  دل بھی ٹپ گیا لب سوافار دیکھ کر  تجھ سے رہا گیا نہ ستمکار دیکھ کر  حسرت زدہ ہوں جلوۂ دیدار دیکھ کر</p>	<p>قربان ہو گئے نگہ یار دیکھ کر  عاشق ہوئے ہیں ہم رخ دلدار دیکھ کر  سنبھل اگر اسیر ہے کیسو کے دام میں  اب زہد کا خیال نہ تقوے کی یاد ہے  صیا درحم کرا بھی فصل بہار ہے  گرچہ جگر نشانہ قاتل تھا پیشتر  آخر جدا کیا مجھے اوس گل سے اہو فلک  تعریف کیا کروں ترے حسن و جمال کی</p>
--	--

عثمان یہ ولولہ ہے محبت کا آج تک  
جی بھی محل گیا ہے در یار دیکھ کر

## غزل (۳۶)

<p>دل نے بدنام کیا عشق میں رُسوا ہو کر  یہ ہم پہلے مجھے رکھا میری ناکامی نے  خاک ہو کر بھی تمنا ہے یہ دل میں باقی  اشکِ خون کا جو ہوا جوشِ غم ساقی میں  خوب کرتے ہیں مریضیاں محبت کا علاج  چشم و دل کو جو ہوی پیرِ مہمان سے نسبت</p>	<p>چشمِ گریبان نے دُبو یا مجھے دریا ہو کر  رگیا ابرو و ساقِ تِل کا اشارا ہو کر  کہ رہیں چشمِ فسون ساز میں سُرا ہو کر  میری آنکھوں سے یہ پشکا کے صہا ہو کر  جان لیتے ہیں وہ عاشق کی مسحا ہو کر  کر دیا مست مجھے ساغر و مینا ہو کر</p>
--	--

خلیشِ نوکِ مرہ کیا کہوں تھے عثمان  
غمِ مرہ دلیہیں رہا خارِ متسا ہو کر

## غزل (۳۷)

<p>دیتی ہے یہ گردش طلبِ یارِ فلک پر          پر تو یہ کسی غیرتِ یوسف کا پڑا ہے          کیا کوئی مداوا کرے بیمار کا تیرے          پھر کھول دو تم عارضِ گلگون تو فرہ ہو          دن رات یہ گردشِ لبِ بیوجہ نہیں ہے          اے نالہ دل بھکھور سانی ہو مبارک</p>	<p>تیارے نہیں پھرتے مین بیکارِ فلک پر          ہے گرم جو خورشید کا بازارِ فلک پر          خود حضرت عیسیٰ ہوئے بیمارِ فلک پر          پھر رنگِ شفق کا ہو نمودارِ فلک پر          پہونچا ہے ترے ہاتھ سے آزارِ فلک پر          آہون کو پہونچنا ہو سناوارِ فلک پر</p>
--	---

عثمان جو پڑے عکسِ مریدانِ جگر کا  
 ہو مطلعِ خورشیدِ پدیدارِ فلک پر

## غزل (۳۸)

کہ منحصر ہے شہادت اوسے کے خنجر پر  
 پڑا جو عکس رُخ آتشین کا سا غبر پر  
 پڑے بچاؤ نہ بیل کی - پھر گل تر پر  
 فلک کو ناز ہے بیکار اپنے چکر پر  
 نہ لائیں آفتِ تازہ کوئی - مرے سر پر  
 پڑے ہو کر مین جو چھالے زبانِ خنجر پر  
 ہمارا دل بھی جو آیا تو کس ستمگر پر  
 بہا ر آتی ہے ہر دم نئی گل تر پر  
 ترپ ترپ کے ہوی صبح مجھ کو بستر پر

نہ ہو گا خون بھی ثابت مرا ستمگر پر  
 دو آتشہ ہوئے - اوسکے ہاتھ میں باقی  
 بہا ر دیکھ لے اگر جو روئے جانا کنی  
 ہمارے بخت کی گردش پہ تو نگاہ کری  
 ابی خیر - چلے اوس گلی کو حضرت دل  
 کیا ہے خون یہ کس دل جلے کا اس قاتل  
 چھا پسند - دعا باز - فتنہ گر - عیار  
 یہ کیسے آنیکا مُردہ صبا سنا تی ہے  
 ترے خیال میں - اس باری خواب کا کیا ذکر

شبِ فراق کا ہسکا مہ کیا کہوں عثمان  
 اوٹھالیا مرے نالوں نے آسمان پر

## غزل (۳۹)

رحمتِ حق کی برستی میں گنہگاروں پر  
دل ہر سوجان سے قربان تری سواروں پر  
خیم گئیں کسی نگاہ میں ترے رخساروں پر  
نہ ہوا یہ نہ اثر ہوگا دل آزاروں پر  
ظلم اچھا نہیں صیادِ گر قماروں پر  
زندگی بارِ گران ہو گئی بیماروں پر  
چھائی جاتی ہے قیامت کی گھٹاٹوں پر  
تیرے جانباز گلار کھتے ہیں تلواروں پر

نظرِ قہر ہے کیون شیخ کی میخواروں پر  
ناوک اندازِ ہون جیسے نگاہیں تیری  
آئینہ دیکھہ تو یہ آج نشان کیسے ہیں  
نالہ و آہ و بکا لاکھ کرے دل میرا  
قہر ڈھائیں گے اسیرانِ قفس کے نالے  
دورِ فرقت سے نہ مرتے ہیں نہ چین آہی  
شبِ ہجران میں ہر یہ دودِ جگر کا عالم  
اور ہوں گے ستم و جور سے ڈرنیوالے

ہے پیچھا نہ بھی عبرت کی جگہ ای عثمان  
شیشہ روتا ہے۔ قبح ہنسا می میخواروں پر

## غزل (۴۰)

<p>مجھے تھیں سے ہی الفت۔ مجھے تھیں سے ہی غرض          کوئی سوال ہو۔ اوکو نہیں نہیں سے غرض          ہماری چاہنے والوں کو ہی نہیں سے غرض          رہی نہ جیب و گریبان و آستین سے غرض          نہ آسمان سے غرض نہ کچھ زمین سے غرض          نخل سکی نہ تری دستِ نازنین سے غرض          مکان رہی نہ رہی۔ ہکو ہی کیوں سے غرض          خیال یار کو میرے دلِ حزن سے غرض</p>	<p>نہ ماہِ رُوسے غرض نہ مہِ جبین سے غرض          نہ وصلِ پرہیز وہ راضی۔ نہ قتلِ پرہیز          تمھاری تیر کہ ہر جا میں۔ چھوڑ کر ہکو          جنوں نے جیسے دیا ہے لباسِ عریانی          بلند و پت ہیں کھیاں ہمیں۔ محبت میں          بڑی امید شہادت کی تھی گرفتِ تل          مٹے نہ داغِ محبت بکاسے دل مٹ جائے          نخل کے جائے یہاں سے کہاں وہ انی ناصح</p>
---	--

کوئی غرض نہیں تصویر سے تری عثمان  
 سہیں قسط ہی تری صورتِ آفرین سے غرض

۴۲  
غزل (۴۱)

<p>بیونفا مجھ سے رہیگا یہ تجاہل کتبک  اوس سچا سے کہو جان لبون پر آئی  مرے خاک ہو کر عشق میں برباد ہو  چلکے گلشن میں دکھا دی رخ و گیسو کی بہا  موت آ جا کر کہیں اسکی رہائی ہو جائے  ہاتھ بھی مین نے لگایا نہیں اسکو ظالم</p>	<p>ایک بوسے کے لئے اِتنا تامل کتبک  مر نیوالوُن سے رہیگا یہ تساہل کتبک  بیخبر کچھ بھی خبر ہے یہ تنافل کتبک  تیرے مشتاق رہیں گے کل و سنبھل کتبک  دام صیا دین پھر کا کر بلبل کتبک  مجھ سے برہم یہ رہیگی تری کا کل کتبک</p>
---	--

داغِ دل اسکی حفاظت کوہین کا فی عثما  
شمعِ ہون کو کر لگی یہ صبا گل کتبک

## غزل (۴۲)

<p>تھانہ معلوم کہ پہونچیں گے اس انجام کو ہم          قید ہستی کی سمجھتے ہیں اسی دام کو ہم          خوب دیکھے ہوئے ہیں گردشِ ایام کو ہم          کسی عنوان سے بھجوائیں گے پیغام کو ہم          چشمِ معشوق سمجھتے ہیں ترے جام کو ہم          رکھتے ہیں وردِ زبان ایک تری نام کو ہم</p>	<p>روئی بیٹھے ہیں اب اپنے دلِ ناکام کو ہم          زندگی بھر تری پھندہ سے نہ نکلے صیاد          کیا سمجھکر ہمیں کرتا ہے نصیحتِ ناصح          شوق کے سامنے قاصد کی ضرورت کیا          کیوں نہ آنکھوں سے لگائیں ہم اس کی ساقی          یاد جو کچھ تھا ہمیں عشق میں سب بھول گئے</p>
--	--

حالتِ بنو دی شوق نہ پوچھو عثمان

عشق میں بھول گئے ہیں سحر و شام کو ہم



## غزل (۴۳)

<p>             گنی بہار کب آئی خزان - نہیں معلوم              کچھ ایسی محو ہوئے ہم تری محبت میں              ہمارے دم سے ہر رونق تیرے گلستان کی              جو بادہ کش ہیں وہی جانتے ہیں اور زاہد              وہ ہنگیلا ہے کچھ ایسا تری محبت میں              کچھ ایسے ہو گئے خاموش دیکھ کر اون کو           </p>	<p>             کدھر چمن ہے - کدھر آشیان نہیں معلوم              کہ دل بھی رکھتا ہے در و نہان - نہیں معلوم              ہماری قدر تجھے باغبان - نہیں معلوم              تجھے کرامت پیر مغسان - نہیں معلوم              کہ دل کا نام سنا ہے نشان - نہیں معلوم              کہ منہ میں رکھتے ہیں ہم بھی بان - نہیں معلوم           </p>
--	---

ستارہا ہر جو عثمان کو استدر نسا لم  
 ہر شہزاد کا تجھے آسمان - نہیں معلوم

## غزل (۴۴)

<p>         آزاد ہو کے کشمکشِ مدعا سے ہم          چلکر یہ آج پوچھیں گے بادِ صبا سے ہم          سب سے ترے خیال نے بیگانہ کر دیا          اُمید کی جھلک ہر کبھی۔ یاس کی کبھی          ستم کو ہماری فکر۔ ہمارا خیال کیا          دل اپنا آئینہ ہے رُخِ صاف کی طرح       </p>	<p>         بیخوف ہو گئے ہیں تجھ کو بلا سے ہم          کیونکر ملیں گے شاید گلگونِ قبا سے ہم          اب کیا یگانہ ہو گئے کسی آشنا سے ہم          بیزار ہو گئے ترے رنگِ وفا سے ہم          شادان ہیں یا حزنِ ہیں تجھاری بلا سے ہم          ہر رنگِ یار ہو گئے ذوقِ صفا سے ہم       </p>
---	--

عثمان سے شوق دید یہ کہتا ہے بارِ با  
 کس دُنِ ملین گے دیکھتے اوس دُرِ با سے ہم

## غزل (۴۵)

<p>دل کے ٹکڑی مری دامن میں بھر کر بیٹھے ہیں  ہم سے بڑ بکر بھی کہیں اور مرے ہوتے ہیں  پھر مرے داغ کہیں آج ہری ہوتے ہیں  ساغر چشم ہمارے جو بھرے ہوتے ہیں  کیا کہیں حضرت دل کیسے ڈر کر بیٹھے ہیں  طاق پر شیشہ و ساغر جو دھڑکے ہوتے ہیں</p>	<p>تخلِ گل موسم گل میں جو ہری ہوتے ہیں  جان دیتی ہیں بھی تجھ پہ سیجا - لیکن  آمدِ فصل بہاری ہے مبارک ایدل  لطف دیتی ہیں یہ ساقی شبِ تنہائی میں  وصل میں دیکھ کے پکڑی ہوے توراو کے  پارسائی کا جگر ہوتا ہے پانی پانی</p>
---	---

نقد جان دیکے خریدار ہو ہی ہم عثمان  
حسین کے دام بھی کیا دام کھر کر ہوتے ہیں

## غزل (۴۶)

<p>کہ دل کے زخم کو منظور الستیام نہیں          کہ دل سے بڑھے ہمارا کوئی امام نہیں          یہ تیغ وہ ہر جسے حاجت نیام نہیں          ہمارا جرم سزاوار انتقام نہیں          اور اسکے آسکاء عذر ابھی تمام نہیں          یہ وہ سحر ہے الہی کہ جسکی شام نہیں          کہیں سزا نہیں ہے کہیں قیام نہیں          مٹے ہیں عشق میں ایسے کہ جسکا نام نہیں          کہ اس بہار میں تو بہ کا خون حرام نہیں</p>	<p>ترسی دوا ہے ہمیں چارہ ساز کام نہیں          نماز عشق میں حاجت امام کی کیا ہے          نگاہ شوخ ہو کیا بے حجاب قاتل کی          لیا جو بوسہ رُخ بنجو دی میں جانے دو          ہماری فرقت جانان میں جان جاتی ہے          دم سحر وہ گئے نیم جان مجھے کر کے          ہمارے دلکی تلون مزاجیان دیکھو          ہمارا نام و نشان آپ پوچھتے کیا ہیں          ہمارے دل نے یہ فتویٰ دیا ہے ای و اعط</p>
--	--

ہزار بار قیامت گذر گئی عثمان

مگر ہنوز جدائی کا دن تمام نہیں

## غزل (۴۷)

ہے دہن کو نسا حسین تری تقریر نہیں  
 کیا مسحا سے ہوا زارِ محبت کا علاج  
 خذہ کل نہ بٹا نالہ بلبُل سے کبھی  
 درِ دمنانِ محبت کو شفا کیا ہوتی  
 کون جانے کر محبت کا نتیجہ کیا ہے  
 دل تھا مشتاقِ نشانے کا مگر کیا کچے  
 سلسلہ گیسوِ جانان کا مجھے کافی ہے  
 ایک جُببش میں ہزار و سٹے گلے کتے ہیں  
 خود بخود داغِ مرے دل کا بڑھاتا ہے

کو نسا قلب ہر جس میں تری تصویر نہیں  
 یہ فرض وہ ہے کہ جسکی کوئی تدبیر نہیں  
 یہ وہ نالہ ہے کہ جس میں کوئی تاثیر نہیں  
 چارہ گر تیری دوا میں کوئی اکیسر نہیں  
 یہ ہے وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہیں  
 ترکش یار میں قیمت سے کوئی تیر نہیں  
 ہوں وہ دیوانہ جسے حاجتِ زنجیر نہیں  
 ابروِ یار کو کچھ حاجتِ شمشیر نہیں  
 یہ ہے وہ شمع جسے حاجتِ گلگیر نہیں

سرِ دہرئی بتان کا یہ اثر ہے عثمان

جذبہِ دلمین ہمارے کوئی تاثیر نہیں

## غزل (۴۸)

<p>کھوئی شریکِ حال نہیں بربارِ یارِ مین          مرنے کے بعد بھی نہیں آسودگی نصیب          مدت سے اوسکی یاد میں تڑپا کیا ہے دل          لالہ رُخونے عشق کی تاشیر دیکھنا          تنگ آگیا ہوں عشق میں کس کی کون خبر          مین اپنے دل پہ کیوں نکرون نازنا صحا</p>	<p>قسمت بھی سُو رہی ہے شبِ انتظارِ مین          دل بھی ہے بیقرار ہمارے مزارِ مین          پھر لے چلے نسیم مجھے کونے یارِ مین          چمکے ہیں داغِ دل بھی بہاری بہارِ مین          دل اختیارِ مین ہے نہ تو اختیارِ مین          کھلتے ہیں میرے داغِ جگر لالہ زارِ مین</p>
--	--

حُسن و جمالِ یار کے لاکھوں میں شیفہ  
 عثمان کا ایک دلِ ہر یہاں کس شمارِ مین

## غزل (۴۹)

تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھتے ہیں  
 سارے عالم کو وہ مشاقِ لغا رکھتے ہیں  
 معنی زلفِ مین ہم فکرِ رسا رکھتے ہیں  
 صفحہ دلِ عجب نقشِ فغا رکھتے ہیں  
 کس غضب کی نگہِ ہوشِ ربا رکھتے ہیں  
 آنکہہ پر ملنے کو ہم بھی کفِ پار رکھتے ہیں  
 تیری اُلفت کی ابھی سرِ مین ہوا رکھتے ہیں  
 عشق کے داغ کو سینے میں چھپا رکھتے ہیں

دردِ دل کے لئے ہم بھی یہ دوا رکھتے ہیں  
 اک ہمیں طالبِ دیدار نہیں مین اونکے  
 کیون نہو عالمِ بالا سے مشابہ مضمون  
 داغِ اُلفت وہ نہیں ہر جوڑا سے مٹے  
 جسطرف آنکہہ اوٹھی ہو گئے بسمل لاکھون  
 شوقِ پاؤں میں اس دل کی تسلی کیلئے  
 و لولہ عشق کا باقی ہے ہمارے دلیں  
 خوف یہ ہر کہ کہیں راز نہ افشا ہو جائے

عمر گزری ہر بہانِ مجرم و گنہِ مین عثمان  
 کہیں کس منہ سے کہ اعمالِ جبار رکھتے ہیں

## غزل (۵۰)

بیٹھے بھات پڑ گیا دل کس عذاب میں  
 رکھینگے آپ چہرہ کو کتک نقاب میں  
 دیکھا تھا جلوہ رات کو تھے جو خواب میں  
 دل کا ہی کیا شمار۔ جگر کس حساب میں  
 برہم ہے زلفِ یار بھی کس پیچ و تاب میں  
 کیا دیکھے وہ لکھتے ہیں خطا کے جواب میں

اب تو گزر رہی ہے عجب اضطراب میں  
 یہ حُسن وہ نہیں ہے۔ رہی جو حجاب میں  
 اب تک نظر میں پھر تاجی نقشہ وہ دلفریب  
 ہم تو نزارِ جان سے تپشِ نثار میں  
 بادِ صبا جو چھڑتی ہے او کو بار بار  
 احوالِ شوقِ نامہ میں۔ لکھ تو دیا مگر

عثمانِ نسیراقِ یار میں کیا لطفِ بیکشتی  
 لذتِ ہتھیں رہی ہے کچھ اپنی شراب میں



## غزل (۵۱)

لطف بھی ظالم تر اَجور و جفا سے کم نہیں شکستگانِ ناز کی قسمت میں لکھی ہو حیات دل تڑپتا ہے تو کچھ تسکین ہوتی ہے مجھے رفقہ رفقہ ماتوا نی اس قدر بڑھتی گئی صورتِ نیکِ نظر جا تا ہے کوئی یار میں یہ نئی امی یا تیرے عشق کی تاثیر ہے	جس ادا کو دیکھتا ہوں کچھ قضا سے کم نہیں آبِ خنجر بھی یہاں آبِ بقا سے کم نہیں دُروِ میرا چارہ گر تیری دوا سے کم نہیں جسمِ لاغر بھی ہمارا نقشِ پا سے کم نہیں میرا قاصد چالِ مینِ بادِ صبا سے کم نہیں جو رقیب اپنا ہے وہ بھی آشنا سے کم نہیں
---	--

دستِ رنگین پر چرخِ غمانِ نازِ بجا ہو <sup>نہیں</sup>  
خونِ دل اپنا بھی رنگت میں خناس <sup>نہیں</sup>

## غزل (۵۲)

<p>             کہ نخلِ گل پہ تعظیم سر جھکاتے ہیں              تمھاری تیغ ادا پر جو کوٹ جاتے ہیں              خدا کی شان اب آنسو بھی نگ لاتے ہیں              کہ میرے گل پہ عناد دل بھی خار کھاتے ہیں              وہ دیکھ کر مرے زخموں کو مسکراتے ہیں              ہمارے عشق میں ناصح بھی فیض پاتے ہیں              کہ بارِ عشق تمھارا ہمیں اوٹھاتے ہیں              ہمارے دیدہ و دل خود ہمیں نشانے ہیں           </p>	<p>             گلو کو مُردہ چمن میں وہ آج آتے ہیں              وہی تو زخمِ جگر کا مُرہ اوٹھاتے ہیں              نہ جانتے تھے کہ رُسا کر بیگنے یہ ہم کو              خدا نے دی ہر نزاکت وہ رُو کو رنگین کو              نیا یہ ڈھنگ نکالا مری عیادت کا              مُرے ہیں او سنے لئے پند کے نصیحت کے              یہ حوصلہ - یہ کلیجہ - یہ دل ہمارا ہے              تمھارے ظلم کا کس مُنہ سے ہم کر نین شکوہ           </p>
---	---

یہ چشمن وہ ہو کہ دشمن بھی کہتے ہیں عثمان  
 کہ ہم بھی سا لگرہ کی خوشی مناتے ہیں

## غزل (۵۳)

یہ داغِ دل مرے مجھ کو مٹائے جاتے ہیں  
 وہ ہر ادا سے نشاۃِ اُڑائے جاتے ہیں  
 یہ کون حضرتِ دلِ مُنتہِ چھپائے جاتے ہیں  
 ہجومِ یاسِ مری دل کو کھائے جاتے ہیں  
 یہ جو کیا ترے ہم سے اوٹھائے جاتے ہیں  
 اکھلا ہے رستہ اُرداں آئے جاتے ہیں  
 کہ ہر ادا سے وہ جلوہ دکھائے جاتے ہیں  
 وہ باتوں باتوں میں مجھ کو اُڑائے جاتے ہیں

غضب کی آگ جگر میں لگا کر جاتے ہیں  
 کبھی بگر کے لٹایا مجھے کبھی ہنس کر  
 خبر تو لیجئے۔ میری نگاہ سے بچ کر  
 نہ صبر آتا ہے دم بھر۔ نہ چین آتا ہے  
 کوئی ادا بھی ستم سے ترے نہیں خالی  
 نگاہِ شوق کے ماتحتوں پر دلی آبادی  
 کلمہ میں حسرتِ دیدار کا کروا کیوں کر  
 نہ حال سنتے ہیں دل کا۔ نہ مدعا دل کا

چلے ہیں جلوہ گیار سے جوا و عثمان  
 بغل میں ہم دلِ نالانِ دُبائے جاتے ہیں

## غزل (۵۳)

لاکھوں فتنے ہیں کہ ہمراہ رکاب آتے ہیں  
خواب انداز تجھے خانہ خراب آتے ہیں  
کس قیامت کے یہ نامور خواب آتے ہیں  
وہ تصور میں جو میری دم خواب آتے ہیں  
زہد و تقویٰ کے جو زاہد کو خواب آتے ہیں  
تیری فرقت میں عجب دل پہ غلاب آتے ہیں

گو مبارک ہو وہ پھرستِ شراب آتے ہیں  
ہشک یا آپ بھی مجھ کو بھی مٹایا اسے دل  
کبھی میں لطف کی باتیں کبھی مضمونِ شباب  
نیند آتی ہوئی آنکھوں میں اوپٹ جاتی ہے  
شرم عصیانگی نہیں بھی تو خزاں ملتی ہے  
چہن آتا ہر جدائی میں نہ صبر آتا ہے۔

غیر سے کہد وہ عثمان کہ ذرا بچکے رہے  
میری آہیں ہیں کہ یہ تیر شہاب آتے ہیں

## غزل (۵۵)

بند کی ہر مرے ساقی نے پرمی شیشے میں	مے گل رنگ کی ہے جلوہ گری شیشے میں
کیا شراب شفق ہے یہ بھری شیشے میں	چرخ پر زنگِ شفق دیکھکے وجد آتا ہے
جلوہ ہے ہی چرخِ سحری شیشے میں	میکھو عیش اوٹھا لو کہ بہارِ آخر ہے
ساقیا ہے یہ حیاتِ بشری شیشے میں	زندگی کا چمن اس مے سے تروتازہ ہے
مے نہ سمجھو۔ یہ ہر خونِ جگری شیشے میں	خانہ غم ہوا مینا خانہ۔ غمِ ساقی میں
کام کر جاتی ہے۔ جادو نظری شیشے میں	دختِ رز پردی کے اندر بھی ستم ڈالتی ہے

شیشہ ہجام میں کیا ہے۔ یہ نہ پوچھو عثمان  
 بیخودی جام میں ہے۔ بخیری شیشے میں

## غزل (۵۶)

<p>دل میں جگر میں۔ درد نہیں یا اَلَم نہیں  مجھ سخت جان کو قتل کی اب کیا اُمید ہو  یار یہ کیسی آگ لگائی ہے عشق نے  خنجر اگر ہے ابرو سے خمدار کا خیال  تیری جھاکا ذکر تو آنا محال ہے  کیا کیا مُصیبتیں شبِ غم میں گزر گئیں</p>	<p>ہم پر جنابِ عشق کے کیا کیا کرم نہیں  قاتل میں حوصلہ نہیں خنجر میں دم نہیں  سوزِ جگر سے چین مجھے ایک دم نہیں  یا دِ مرہ بھی قلب میں نشتر سے کم نہیں  غم نے مٹا دیا ہمیں اسکا بھی غم نہیں  اب بھی کچھ اضطرابِ مرگِ دل کا کم نہیں</p>
--	---

غمرہ ہر گھر ناز ہے آفت۔ بلا ہے چشم  
کس کس کا میری جانِ پشیمانِ تم نہیں

## غزل (۵۷)

جلوہ حسن وہ اپنا جو دکھا دیتے ہیں  
 حُسن کے واسطے زیبا ہے ستا نادل کا  
 نگہ شوق نے دیکھا تو۔ ہوا دل بسل  
 ہمسے وحشی کے لئے جیب و گریبان کیا ہو  
 آفرین کہکے ہر اک وار پہ مرنے والے  
 بھولکر بھی کبھی لکھنا نہ مرے خط کا جواب  
 دیکھ کر اونکو یہ ہو جاتی ہے حالت دل کی  
 بزم میں جلتے ہیں ہم بھیس بد لکیر ہر روز  
 نام اسکا ہو محبت۔ اسے کہتے ہیں وفا  
 ماتھا پانی جو کسی سے ہو تو چھپتی ہو کہاں  
 ایک آفت ہیں۔ قیامت ہیں تمہارے عشاق

صورتِ آنسو حیران بنا دیتے ہیں  
 ستم و جور بھی ظالم کے۔ مزا دیتے ہیں  
 کس سے ہوتی ہے خطا کسکو سزا دیتے ہیں  
 دُجھیاں دامنِ صحرا کی اوڑا دیتے ہیں  
 دم بدم حوصلہ قاتل کا بڑا دیتے ہیں  
 غیر کیا جانتے کیا اونکو پڑھا دیتے ہیں  
 سکوہِ جور و جفا دل سے بھلا دیتے ہیں  
 نتِ نیا نام اونہیں اپنا بتا دیتے ہیں  
 ہم جہاؤں پہ تجھے دل سے دعا دیتے ہیں  
 آپکے بندِ قبا صاف بتا دیتے ہیں  
 فتنہ خشر کوناؤں سے جگا دیتے ہیں

نہ ان سینوں کے نہ پیچ میں آنا عثمان  
 یہ دعا باز ہیں۔ دل لیکے دعا دیتے ہیں

## غزل (۵۸)

تیرا پہلے تصوّر۔ اے فراقِ یار کرتے ہیں  
 دمِ آخر بھی حالِ دل۔ نہیں اظہار کرتے ہیں  
 تصویرِ میں تری تصویر کو ہم پیار کرتے ہیں  
 زلیخا کی طرح سودا سرباز کرتے ہیں  
 دکھا کر خنجرِ ابرو جو گرافکار کرتے ہیں  
 مری حیرت سے حیرت سب دیوار کرتے ہیں  
 گدڑ اس دائری میں صورت پر کار کرتے ہیں  
 جو تکرار ایک بوسے پر ہزاروں بار کرتے ہیں  
 نئے خنجر نئے سکان جگر کے پار کرتے ہیں

خیالِ وصل پیچھے۔ عاشقانِ زار کرتے ہیں  
 تمھاری عاشقوں کو یہ خیالِ پردہ داری ہے  
 شکرِ جب خیالِ وصل تنہائی میں آتا ہے  
 کسی یوسفِ لقا کے ہم ہو میں جیسی سودا  
 نے قاتل بنے ہیں وہ۔ نیا انداز سیکھا ہے  
 میں وہ حیرت زدہ ہوں دیکھ کر اوس آئندہ کو  
 نہیں گردشِ سو فرست ایک دم بھی اہلِ دنیا کو  
 دلِ مشتاق کو ہو۔ وصل کی امید کیا اوس نے  
 ادائیں اونکی آفت ہیں۔ نگاہیں اک قیامت ہیں

غضب ہو سہ چھپا یا اونکا چشمِ شوق سے غم  
 نگاہوں میں وہ خونِ حسرت ویدار کرتے ہیں



## غزل (۵۹)

بکونکر شریک ہو کوئی حالِ تباہ میں  
 اسے دردِ دل کمی نہ ہو فدا و آہ میں  
 گردون ہو یا رقیب ہو۔ اے دل کوئی بھی ہو  
 شوخی بھی ہو۔ ادا بھی ہو۔ شرم و حجاب بھی  
 چھوڑیگی ساتھ۔ گردشِ تقدیر کی طرح  
 کشتہ کیا کبھی۔ کبھی ہم کو جلا دیا  
 کیا خوفناک منزلِ اُلفت ہے اَلَا مان  
 جب دل میں یاد آگئی جیسے ہو گیا  
 ناز و آدا سے آپکا آنا تو دیکھئے۔  
 نکلا کب آفتابِ قیامتِ حب نہنیں

فریاد میں اثر ہے نہ تائبِ راہ میں  
 رنجائے آرزو نہ دلِ داد خواہ میں  
 دو نون کا فیصلہ ہے ابھی ایک آہ میں  
 کیا کیا بھرے ہیں سحرِ تمھاری نگاہ میں  
 وہ بھی شریک ہے مری حالِ تباہ میں  
 کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں  
 نقشِ قدم بھی آنکھیں دکھاتے ہیں راہ میں  
 تصویر تیری پھر گئی میسری نگاہ میں  
 تعظیم کو کھڑی ہے قیامت بھی راہ میں  
 ایسی تھی تیرگی مرے روزِ سیاہ میں

عثمان سا کون ہو گا جہانِ گناہ کا  
 چہنچہ ہم عمر گزاری گناہ میں

## غزل (۶۰)

وہ کونسا مکان ہے کہ جولا مکان نہیں  
 اتنی تو ہے خبر کہ جہاں تھا وہاں نہیں  
 مانند شمع جلتا ہوں۔ لیکن ہواں نہیں  
 یہ وہ بہار ہے جسے ہر گز خزان نہیں  
 مدت سے اب چمن میں مرا آشیان نہیں  
 اُلٹو نقاب۔ غیر کوئی اب یہاں نہیں  
 نکلی مگر زبان سے کبھی تیرے ہاں نہیں  
 کیونچہ لگی ہو کیا تیری منہ میں باہنیں  
 یہ بات تیرے ظلم میں اے آسمان نہیں  
 ہمو اُمیدِ زندگی جاوداں نہیں  
 دل پر جو اعتماد تھا وہ بھی یہاں نہیں

جلو کر سے اوسکے کوئی بھی خالی مکان نہیں  
 واقف نہیں میں دل کو کہاں کہ کہاں نہیں  
 ممکن نہیں کہ آہ کروں سوزِ عشق سے  
 رہتا ہے باغِ عشق ہمارا ہر اکبھرا  
 کیا فکر ہے خزان ہو کہ فصلِ بہار ہو  
 خلوتِ سراخِ دلمیں یہ پردہ ہر کسلے  
 سنتے ہیں بار بار نہیں۔ بات بات پر  
 جو کچھ سنا ہے یا رے کدے پیامبر  
 دل کو تباہ ہے لذتِ سببِ اہلِ ہمار پر  
 کب تک کریں گے وعدہ جاناں کا انتظار  
 کسکو شکر کہ حالِ تباؤں فراق میں

عثمان ہر ایک تیرے ملجاتی ہر پناہ  
 آہ جگرِ شکاف سے تیرے امان نہیں

## غزل (۶۱)

<p>وہ دل بلا ہے کہ دم بھر جسے قرار نہ ہو  مئے آلت کی متی بھری ہے آنکھوں میں  و فور عشق کے صدقے بھلا دیا ایسا  لگا ہے خوف یہ مقتل میں میری قاتل کو  یہ فکر ہے پس مُردن بھی سوزِ فرقت سر  ہزار ضبط کروں میں یہ غیر ممکن ہے  رہنگی بعد فنا بھی یہ آرزو دل کو  ہمارا نخل تنہا بھی خاک کیا بھلائی</p>	<p>خندنگ ناز سے جیتک کہ دل فگار نہ ہو  یہ وہ شراب ہے جسکا کوئی خمار نہ ہو  یہ ہمنے خلد کو جانا کہ کوئے یار نہ ہو  کہ خون سے دامنِ شمشیر داغدار نہ ہو  کہ شمع بھی مری تربت پہ اشکبار نہ ہو  کہ اوکے جاتے ہی دل اپنا بیقرار نہ ہو  خیال یار سے جیتک کہ سہکتا رہ نہ ہو  یہ وہ حسرتان ہر کہ جسکی کوئی بہار نہ ہو</p>
--	--

یہ خاک ہو کے بھی عثمان رہا خیال نہیں  
کہ اوکے دل میں ہمارا کوئی غبار نہ ہو

## غزل (۶۲)

<p>دیکھے دم عشق میں۔ دل پیچ میں لایا مجھ کو  سفر عشق جو درپیش نہ آیا مجھ کو  زلف کے عشق نے دیو انہ بنایا مجھ کو  دہن زخم نے ہنس ہنس کے رو لایا مجھ کو  درد دل نے دریا مان سے چھوڑا مجھ کو  خواب غفلت سے مرکب دل نے جگایا مجھ کو</p>	<p>کیا کہوں کسے محبت میں پھنسیا مجھ کو  یگمے حضرت دل۔ شکر کرو خیر ہو  سلسلہ اسکا نہ چھوٹا ہو نہ چھوٹیکا کبھی  تیغ قاتل نے یہ متقل میں شگوفہ چھوڑا  بیقرار سی سے ذرا دیر بھی ٹھیرا نہ گیا  نشہ عشق نے مدہوش کیا تھا۔ لیکن</p>
---	--

نیکہ شوق کا میں حال کہوں کیا عثمان  
عشق کا کھیل ان آنکھوں نے دکھایا مجھ کو

## غزل (۶۳)

<p>یہ مکافاتِ ملی تیرے گنہگاروں کو          کہیں دھبہ نہ لگے پھول سحرِ خساروں کو          جس دلِ دھڑکی چکے ایسے خریداروں کو          قید سے اپنی رہا کر تو گرفتاروں کو          غم کا یہ کال پڑا ہے مرے غمخواروں کو          راس آئے کہ نہ آئے ترے بیماروں کو</p>	<p>لیا آنکھوں میں رحمت نے جو منجواروں کو          خوف آتا ہے تصور میں بھی بوسہ لیتے          ان حسینوں سے صلہ دیکھنے کیا ملتا ہے          زخمِ کربال پہ مرغانِ حُسن کے صیاد          تنگ آئے ہیں بہت عشق میں غمخواروں سے          گرچہ دیتے ہیں سیجا بھی دوا۔ کیا معلوم</p>
---	---

ترجما آباد یہ میخانہ تراے عثمان  
 ایک چلو نہیں کافی ترے منجواروں کو

## غزل (۶۴)

<p>دل مضطر کو بھی فریاد و فغان کرنے دو چارہ گر کو تپ ہجران کا گمان کرنے دو دل بیتاب کو یہ راز نہان کرنے دو بختِ نختہ کو ابھی خوابِ گران کرنے دو شیعِ محفل کو ابھی چربِ زبان کرنے دو میرے قاتل کو ذرا ہاتھ روان کرنے دو</p>	<p>نالہ و آہ کو رسوائے جہان کرنے دو سردِ مہری سے یہاں ہم تو مر رہا تہین آنکھ کھلتی ہو کر چھپنے کا نہیں عشق کبھی وصل کی رات جگا دیگی کسی دن اگر سامنے یار کے ہو جائیگی خود ہی خاموش کوئی مشتاقِ شہادت نہ رہیگا باقی</p>
--	--

تم زبان سے نہ کہو دردِ محبت عثمان  
لبِ خاموش کو احوال بیان کرنے دو

غزل (۶۵)

اسرارِ محبت سے نہ آگاہ زبان ہو  
 آزاد کو کچھ غم نہیں آفاتِ جہان سے  
 جس طرح ترِ عشق مرے دل میں نہان ہے  
 سب کو یہ گمان ہو کہ چلی بادِ بہاری  
 گریہ ہے کبھی - آہ کبھی - نالہ کبھی ہے  
 قاصدِ مرِایم ادا تجھ سے ہو کیونکر  
 سنتے ہیں نہ کچھ میری - نہ کچھ کہتے ہیں اپنی  
 کیوں پر طرقت کی طلب ہو مجھے زاہد  
 سفاک ترے میان میں کتبک یہ ہیگی  
 وہ حسن - وہ انداز ہے - معشوق کا میرے  
 احوال مرا - کاش ان کہوں سربیان ہو  
 بیباک ہے شمشاد اگر لاکھ خسران ہو  
 جلوہ بھی ترا کاش مرے دل سے عیان ہو  
 گلشن میں خرامان جو مرا سرورِ روان ہو  
 مشکل ہر مرے دلیں ترار از نہان ہو  
 اے کاش تری مُنہ میں بھی میری سی زبان ہو  
 پوچھے تو کوئی حضرتِ دل سے کہہاں ہو  
 مینخانے میں رہے جو مرا پیرِ مغان ہو  
 گردن پہ میری - کاش تری تیغِ روان ہو  
 جو دیکھ لے ناصح تو فرشتے کا گمان ہو

کیا کام اوسے گلشنِ فردوسِ عثمان  
 جو بیلِ گلزارِ سرِ کوسے بتان ہو

## غزل (۶۶)

<p>             زخمِ جلّ کایار کو ہرگز بھیتیں نہ ہو              مرنے کے بعد بھی نہیں آرام کی امید              پہلو سے لگیا ہے کوئی دلِ نکال کر              سُنبل سے کیا مثالِ دُونِ اسِ بٹیاں کو              سُننا ہوں کوئی آہِ ناز و ادا کے ساتھ              شیشے میں ہر شراب مجھے یہ گمان ہے              کہدو یہ آسمان سے کہ ایسا مٹا سنے مجھے              کیوں اپنی آنکھ جانِبِ درہر لگی ہوئی              قسمت سے دلِ بلا ہو وہ روزِ ازل مجھے              پامال کر رہی ہو جسے تم دمِ خسرام           </p>	<p>             جب تک ہمارے خون سے تر آستین نہ ہو              دُڑ ہے کہ آسمان کہیں زیرِ زمین نہ ہو              محکمہ گمان ہے کہ وہ شاید تمھیں نہ ہو              برہم تمھاری کا کلِ پُرسم کہیں نہ ہو              دھڑکا لگا ہوا ہے قیامت کہیں نہ ہو              مینا کو دل میں خونِ ممت کہیں نہ ہو              بعدِ قفا۔ لحد کا نشان بھی کہیں نہ ہو              قاصد کا انتظار دمِ واپسین نہ ہو              دونوں جہان میں۔ جسکا ٹھکانہ کہیں نہ ہو              حسرت بھرا ہوا دلِ عاشق کہیں نہ ہو           </p>
---	--

عثمان بادہ کش کا پتہ کیا بتاؤں میں  
 دیکھو شراب خانے میں۔ شاید وہیں ہو



## غزل (۶۷)

<p>دَم پر بیانِ نبی ہو۔ ومان کچھ خبر نہو  اُترام کے لئے دلِ مضطرب ترس گیا  اک رُو زکھنچ لائِگی پہلو میں آپ کو  ناصح ہمارے رُونے پہ ہنسنے کی جاہن  کیونکر شبِ فراق میں سمجھائے او سے  دشمن بھی رُو رہی ہیں مری حالِ زار پر</p>	<p>اس طرح زندگی بھی کیسی بسر نہو  یار ب گھڑی گھڑی تو۔ یہ دردِ جگر نہو  کیا اپنی آہ ایسی ہے۔ جسکا اثر نہو  دلین لگے جو آگ تو کیوں چشم تر نہو  جس نا اُمید دل کو۔ اُمیدِ سحر نہو  افسوس ہے کہ تم پہ کچھ اسکا اثر نہو</p>
---	--

ظالم جو تیری یاد نہ لے دلیں مٹکیان  
عثمان بقتیرار کبھی اس قدر نہو

غزل (۶۸)

دل و جگر میں جگہ دی خیالِ جانان کو  
 بڑھا دیا مری آہوں نے شامِ ہجران کو  
 کہ آج خوب لٹھاڑا ہے تیرے دربان کو  
 چلے نیم سحرِ حبِ طبعِ گلستان کو  
 کہ رُو نہ بیٹھے ہیں ہم اپنی چشمِ گریان کو  
 سحر کے ساتھ کروں چاکِ بینِ گریبان کو  
 یہ پھر مجھے لئے جاتا ہے کوئےِ جانان کو  
 نہ کیوں ہوا انسِ مری دل سے تیری پیکان کو

عجیب لطف سے رکھا ہے اپنی مہمان کو  
 غضب ہوا کہ امیدِ سحر بھی اب زہری  
 بختارِ دل کا نکالا ہے اس طرح سے  
 وہ اس ادا سے سو قتل گاہ آتے ہیں  
 نتیجہ دیکھئے کیا ہو اس اشکباری کا  
 شب وصال گئی کر کے مجھ کو دیو اُ  
 کستیِ بلا میں بھینسائے نہ پھر دلِ نادان  
 کیا دریغ نہ خونِ جگر کھلانے میں

یہ عاشقوں میں نہ کیونکر ہو فخر کے قابل  
 تری نظر نے کیا انتخابِ عثمان کو

## غزل (۶۹)

تھارے وعدہ فردا پہ کیا جھکو بھروسا ہو  
مری آفت کا یارب ڈھنگ دینا سوزِ الّا ہو  
جلایا آہ سوزِ ظلم نے مٹایا دردِ ہجران نے  
نہ کرا مال اسے ظالم دل بتیاب کو میرے  
ہر اک ہر جان کا خوانِ ہر اک پر دم نکلتا ہے  
تبِ فرقت نے سینے میں مری اک آگ بھڑکادی  
بہار آتے ہی پھر خون میری آنکھوں سے ہوجاری  
سمجھ رہا کہ اس دلِ نادان کے قاتل کا وہ کوچہ ہے  
مے و مشوق سے ہر زندگی کا لطف اسے زاہد  
ہمارے دیدہ مشتاق کیوں دیدار کو ریشین  
ہجومِ آرزو سے تنگ ہو کر دل یہ کہتا ہے  
نکاہِ شوق میری دیکھ کر گھبرا کے کہتے ہیں  
یہ چارہ گر تو کیا ہیں گریبِ جا بھی اور آئین  
خمنوشی کا نہیں کچھ لطف اس دلِ شامِ ہجران میں  
نصیحت جھکو کرتا ہو ذرا انصاف کرنا صحیح -  
قرار آ کر مجھے کس طرح جب آنکھوں پہر ظالم  
وہی پامال ہوتا ہو وہی برباد ہوتا ہے  
نذر جب ہر کہ ہو یہ رنگ اسے سفاکِ مقتل میں  
ابھی کم ہو گیا دل سے مرے پیکانِ شکر کا

غنیمت اسکو جانوں گر قیامت میں بھی پورا ہو  
نیا ارمان ہو دلیں نیا دل روزِ سیرا ہو  
تمتھیں دل چیر کر دیکھو اگر کوئی مٹتا ہو  
مجھے ڈر ہو کہ یہ نجات تیرا ہی نہ شیدا ہو  
بسم کا - نار کا - انداز کا - کس کیسا شکوا ہو  
پلا دی ایسی مے ساقی کلج جس سے تہنڈا ہو  
مری زخمِ جگر کا پھر کوئی ٹانگنا نہ ٹوٹا ہو  
جہانِ تلوارِ خلتی ہو - جہانِ خنجرِ نکلتا ہو  
بغل میں خورش ہو - ہاتھ میں اک مڑکا شیشا ہو  
ہمارے خانہ دل میں اگر توجس لوہہ نہ رہا ہو  
مٹیں یہ خستہ جلدی کہیں خونِ شیشا ہو  
خدا جانے کہ ظالم کی تمنا ہے دلی کیا ہو  
مریضِ عشق بھی ہرگز کسی صورت نہ اچھا ہو  
قحان ہو - آہ ہو - فریاد ہو - شیون ہو - ٹالا ہو  
نہ کیونکر جانِ دُون او سپر کہ جس پر دم نکلتا ہو  
خیالِ تیرے مرگانِ دل میں کاٹنا سا کہتے تھے  
تری جس دلیں حسرت ہو - ترا جس سرنِ سودا  
کوئی بسملِ تیرتا ہو - کوئی محوِ تماشا ہو  
ارے دردِ جگر بتلا کہیں گرتو نے دیکھا ہو

ابھی سے دردِ ہجران کا گلہ کرنے لگے عثمان  
یہی آغازِ آفت ہو تو آگے دیکھئے کیا ہو

## غزل (۷۰)

<p>             تمھیں نے اک نجا حضرت دل چشمِ برفن کو              شکر کس قیامت کی تھیں وہ حسرت بھری نظر              جلا دیتا ہوں نین تھوڑا بہت ہر روز اہونے              تصورِ چشمِ جان کا لحد میں بھی ستا ہوں              نہ رکھتا ہوں دستِ وحشت اس مریض کو لگوں گناہ              خزان کا دور اوٹھتا ہی بہارِ گل کی آمد ہوں         </p>	<p>             زمانے میں بھی پہچانتے ہیں دوست دشمن کو              جنھوں نے کر دیا چلن نقابِ دُور روشن کو              نظرِ صیاد کی کیونکر لگے میرے نشین کو              مثالِ چرخِ گردشِ رات دن ہستی ہر مدفن کو              جگر تک اور پہنچا دی بڑھا کر چاکِ دامن کو              نویدِ شادمانی امی صبا مرغانِ گلشن کو         </p>
--	--

کسی صورتِ چہرہ امیرِ دوستِ شوق نے غما  
 بھومِ یاس نے کیا کیا چھڑایا اون کے دامن کو

## مُبَارِکباد (۷۱)

یہ جشن تجھ کو خدیو دکن مُبارک ہو دیکھا رہے ہیں جو دلکش بہار غنچہ و گل نیم مشک نشان چل رہی ہے چار طرف زمین سے تا فلک کہہ رہی ہیں انس و ملک جہانین اوج ترقی پہ شل شمس و قمر سرور و عیش تری دوستوں کو ہو حاصل	مَسرتوں کا ہے پھولا چمن مُبارک ہو ہیں بلبلانِ چمنِ نعمہ زن مُبارک ہو کھلا ہے نافہ مشکِ خوش مُبارک ہو یہ عیش تجھ کو خدیوِ زمین مُبارک ہو ترا فروغ ہے جلوہ شکن مُبارک ہو عدوِ زشت کو رنج و محن مُبارک ہو
---	---

زبانِ حال سے عثمان یہ آج کہتا ہے  
نظامِ تجھ کو یہ تختِ دکن مُبارک ہو

## غزل (۷۲)

<p>دل سے اک اہِ شکل جاتی ہے جب تیر کے ساتھ          وار کس کس کا بچائے دل بسمل میرا          وصل کی رات میں بیوقت اذان دیتا ہے          چارہ گر۔ چارہ گری عشق کی آسان نہیں          کھینچ گیا ہے نگہ شوق میں نقشہ تیرا          زلف کی یاد سے سُشل ہے رہائی پانا          تیر مژناؤں کو تعلق ہے جو قاتل مجھ سے          میں ادھر ایک۔ او دہر دوہیں تنائیوں</p>	<p>تیرا فکں بھی پھڑک جاتا ہے پنجر کے ساتھ          کام کرتی ہے نظر بھی تیری شمشیر کے ساتھ          فوج کراتا ہے مودن مجھے تکسیر کے ساتھ          دردِ الفت کی دوا ہوتی ہے تدبیر کے ساتھ          جی بہلتا ہے ہمارا تری تصویر کے ساتھ          دل دیوانہ بھی وابستہ ہے زنجیر کے ساتھ          انس رکھتا ہے ہر دل بھی تیری تیر کے ساتھ          دل بستم ڈھاتا ہے مجھ پر فلک پیر کے ساتھ</p>
--	---

کام بگڑی ہوئی بجاتے ہیں سب دشمنان  
 نجات و اقبال چمک جاتا ہے تقدیر کے ساتھ

## غزل (۷۳)

<p>ترقی کر رہا ہے عشقِ یار آہستہ آہستہ  جو پہلو میں کسی دن یار آجائیکا قسمتِ سر  کیا ہو رقتہ رقتہ کام اپنا سوزِ الفت نے  سوا اسکے نہیں۔ کوئی جنون میں مشغلہ اپنا  یہی صدے رہی کچھ دن اگر دردِ محبت کے  جگر پر چوٹ کھا کر یوں چلے میں کو کُڑا قاتل سے</p>	<p>جدا ہونے لگے صبر و قرار آہستہ آہستہ  رُنا و نگاہ میں اپنا حال زار آہستہ آہستہ  جگر میرا ہوا ہے داغدار آہستہ آہستہ  گریبان کے اڑتا ہونے میں تار آہستہ آہستہ  بہل جائیگی اک دن جان زار آہستہ آہستہ  اٹھاتے ہیں قدم سینہ فکار آہستہ آہستہ</p>
--	---

شبِ فرقت کو صد مونس نہ گھیرا سقدِ عثمان  
دل مضطر کو آئیکا قرار آہستہ آہستہ

## غزل (۷۴)

<p>ساقی کا ہر شباب - شرابِ دو آتشہ  پھونکا دل و جگر کو جو صہبا کی عشت نے  پھر نرم عیش گرم ہو - پھر ہو وہی بہار  دل کی لگی - نہ پوچھے اب کے بہار میں  لاکھوں کے گھر خراب کئے تو نے حیف ہر  دل سوز بھی تو ہی کر - جگر سوز بھی تو ہی  وہ شعلہ رو - جو آج نہیں نرم عیش میں  دل سرد ہو رہا ہر ترے بادہ خواب کا  ہلکی سی لاؤ بادہ کشوشیخ کے لئے</p>	<p>ہے اب تو ہر شراب - شرابِ دو آتشہ  ہمنے دیا خطاب - شرابِ دو آتشہ  پھر دل کر کے کباب - شرابِ دو آتشہ  پی ہمنے بے حساب - شرابِ دو آتشہ  لے خاتمان خراب - شرابِ دو آتشہ  تیرا نہیں جواب - شرابِ دو آتشہ  ہے جان کا عذاب - شرابِ دو آتشہ  لاسا قیاسِ شباب - شرابِ دو آتشہ  پیتے نہیں جناب - شرابِ دو آتشہ</p>
---	---

غمانِ عجب نہیں کہ تری دورِ عیش میں  
ہو جائے آفتاب - شرابِ دو آتشہ



## غزل (۷۵)

کیا کیفیت کہوں میں شب انتظار کی زخمون کے پھول کھلتے ہیں قاتل کی تیغ سر دم بھر نہیں تیرا دل بستر ار کو اب دورِ جام میں نہوتا خیر سا قیا یحییٰ کر کے ہمو لٹاتا ہے بار بار آنا بھی اوسکا صبح قیامت سے کم نہیں اچھا سلوک تو نے کیا ایسا ہوائے شوق شوخی سے اوسکی ملتی ہیں بیتابیاں میری	حالت تھی کچھ عجیب دل بقیہ ر کی سیکھی ہے اس نے چالِ نسیم بہار کی بکثرت دھن بندھی ہے عجیب کوئیار کی ہم نیکشون کو تاب نہیں ہے خار کی سیکھی ہے چالِ دل نے ہمارے چوہار کی کچھ حد نہیں رہی ہے شب انتظار کی مٹی خراب کی ہے ہمارے غبار کی کیا اصل دل کے سامنے برق و شرار کی
---	--

عثمان یہ آہِ سر کی تاثیر دیکھنا  
 گل ہو گئی ہے شمع ہمارے مزار کی

## غزل (۷۶)

<p> یابی ہے آبر و مژدہ اشکبار سے  تفتے جو اوٹھ رہیں قیامت کے دمِ دم  سمجھا کے تھک گئے مگر آیا نہ راہ پر  اوس سنگدل سے جا کے تو کہنا یہ امِ صبا  بعدِ فنا بھی ہم سے کدورت ہے یار کو  باقی ہے بحرِ مین بھی وہی لذتِصال </p>	<p> اشکوِ نکی آب و تاب ہے ابرِ بہار سے  دامنِ بچائے جاتا ہو دل کو تویار سے  دھونٹے ہاتھ ہم دلِ بے اختیار سے  پتھر اگنی ہے آنکھ تیرے انتظار سے  نکلانہ اوسکا میل بھی اپنے غبار سے  اوتر ایندین ہے نشہ ہمارا خمار سے </p>
---	---

نغمہاں کی دل لگی کافرہ ہو یہ بعدِ مرگ  
مدفن کو آگ لگ گئی شمعِ فرار سے

(۷۷) غزل

<p>ہمارا دماغ بھی مثلِ بلال رہتا ہے  ہماری آنکھ میں اوسکا جمال رہتا ہے  عروجِ حسن کو ہو کر زوال رہتا ہے  خرامِ ناز سے دل پائمال رہتا ہے  وہ عشق ہے جسے حاصل کمال رہتا ہے  ہمارا نخلِ تمنا نہال رہتا ہے</p>	<p>ترا جو ابروے قاتلِ خیال رہتا ہے  خدا کی شان جو رہتا ہے پر وہ دلیں  شباب پر بہت اے مہ جین غرورِ نکر  میں اوسکی شوخی زقار کیا کہوں ناصح  ہر ایک شے کو جہانِ زوال لازم ہے  زہے نصیب کہ اُلفت میں اوس گلِ خرکے</p>
--	---

کیسا ہوش نہیں بہو عشق میں عثمان  
اوسیکی یاد اوسیکا خیال رہتا ہے

## غزل (۷۸)

<p>             دل بھی وحشی ہو گیا ہو زلف کی بھیر سے              دل ہمارا کیا بچے او سکی کمانِ تیر سے              خوفِ کفر ظالم تو میرے مالہ شکیں سے              باتیں کرتے ہم رہی شب بھر تری قیوت سے              جنبشِ ابرو تری کچھ کم نہیں شمشیر سے              شمع سے کہد و زبان کٹ جائیگی گلگیر سے         </p>	<p>             راہ پر آتا نہیں ظالم کسی تدبیر سے              ہر آد ا جکی ہے مثلِ تیغ ہر عشوہِ شان سے              مل رہیگا ایک دن تجھ کو مزہ بیدار کا              مشغلہ کیا خوب بگلا اس دلِ مضطرب کا              ہو گیا پسِ جیسے تو نے اشارہ کر دیا              سامنے اوس شعلہ رُو کے حُسن کا و عوینگر سے         </p>
--	---

<p>             دل جلا ما عشقِ مینِ عثمان کا کیا کچھ کہیں سے              یہ ہماری آہ بھی خالی نہیں تاثیر سے         </p>	
---	--

غزل (۷۹)

کوئی صورت نظر آتی نہیں ثانی تیری گنڈ ہوتی ہے تو چل چلکے مری گردن پر مشغلہ آہٹہ پہ اس سے رہا کرتا ہے داغ کو کیون نہ کیلجے سے لگا کر کہوں نہیں آسان ہے کچھ نازِ جانانِ شبیہ مردہ وصل نے جانے سے کیا ہے باہر	ایک فتنہ ہے قیامت ہے جوانی تیری دیکھ لی تے بھی اے تیغِ روانی تیری صفحہ دل پہ ہے تصویرِ نہانی تیری میں سمجھتا ہوں اسے یا رنشانِ تیری منہ ہے کیا کھینچے تصویرِ جوانی تیری دل نے پایا ہے یہ پیغام - نیابی تیری
--	--

ختم کب ہو گا محبت کا فناء عثمان  
سُن چکے ہم بھی بہت ایسی کہانی تیری

## غزل (۸۰)

واہ کیا ہاتھ کی صفائی ہے جان میں جان آج آئی ہے یہ مرے بخت کی رسائی ہے واہ کیا پنجہ حسائی ہے پھر بھی دعوائی پارسائی ہے آج ہے وصلِ کل جدائی ہے	تیغ پر تیغ کیا لگائی ہے وعدہ وصل سن کے اور ظالم دی جگہ مجھ کو مارنے دل میں یہ بیضا بھی سپہ ہو قربان مے بھی پیتے ہیں حضرتِ ولعظ ایسے ملنے سے باز آئے ہم
---	---

وہ تیرا تیر ہے جسے متاقل دلِ عثمان سے آشنائی ہے	
--	--

## غزل (۸۱)

بات میں بات کیا نکالی ہے جامِ مے دیکے سا قیا تو نے ایک عالم ہو قتل کا مُشا ق جس طرف دیکھو اس کے کوچ میں بے کھنچے تیغ ہم تو مر ہی گئے اکس کو سمجھا رہا ہے تو نا صح	اوسکی جو بات ہر زالی ہے تنِ بچان میں جان ڈالی ہے جیسے تیغ ادا سنبھالی ہے دلِ عاشق کی پائمالی ہے میان سے تیغ کیا نکالی ہے دل بھی اک رنڈلا اوبالی ہے
--	---

بختِ حقہ کا ہے اثرِ عثمان  
 اوسکے دل کو جو بنجیالی ہے

## غزل (۸۲)

<p>کسی ابرو کی کمان دار پہ قربان کرتے  کس طرح عشق کے ہم راز کو پہنان کرتے  جب تجھے دیکھتے ہم چاک گریبان کرتے  بیان دھرا کیا ہر جو ہم خاطرِ مہمان کرتے  شبِ فرقت میں جو آتے تو یہ احسان کرتے  حضرتِ دل مجھے قاتل سے پیمان کرتے</p>	<p>سُرخِ رو کا شہ تجھے ہم دلِ نادان کرتے  کھول دی اشکون نے یہ ساری حقیقتِ دلی  فصلِ گل پر نہیں موقوف یہاں جامہِ دلی  تاو کو ناز نے قطرہ بھی نہ چھوڑا دلیں  صبح کو آنسو ہین کیا آپ عیادت کیلئے  خیر گزری کہ نہ تڑپے یہ تنہا ورنہ</p>
---	---

یہ وہ کافرِ خدا اس سے بچاؤ عثمان  
کاش ہم بھی دل بے دین کو مسلمان کرتے



## غزل (۸۳)

<p>تنگ ہر جان ہماری دلِ نافرمان سے          چلکے پوچھیں تو ذرا بلبُل خوش الحان سے          مریعِ دل نہ ہوا سبز کسی باران سے          زخمِ نئے ہیں ہماری بھی گلِ خندان سے          درگزر کیجئے ہوتی ہر خطا انسان سے          دل نے سیکھا ہی یہ جادو نگہ جہان سے          دل کو لینی ہر مکافاتِ شبِ بھران سے          دل کو بھی حینِ نہیں ہر ستمِ دوران سے</p>	<p>یہ بہلتا نہیں کسبتِ کسی عنوان سے          میری فریاد ہر دلکش کہ ترانہ تیرا          تھک گئے دیدہ تر عشق میں روتے روتے          یہ تری تیغِ تبسم کا اثر ہے قاتل          ہمنے بوسہ جو لیا اسیہ بگڑا کیسا          و مبدم قتنے قیامت کے بپا کرتا ہے          نیند بھر کر کبھی سونے نہ دیا ظالم نے          راتِ دن رنگ بدلتا ہی زمانہ کیا کیا</p>
--	--

دونوں ہاتھوں کو جو نہیں نہیں فرصتِ عثمان  
 اک گریبان سے ہر اوجھا ہوا اک امان سے

## غزل (۸۴)

<p> نچناز سے جاؤ کا ہے چہر چاہا باقی  کیا کہوں کیا ہو مرے دلیں تنہا باقی  آج ہو جائے جو ہونا ہے مری قسمت میں  قابل سیر ہے بسمل کا ترپست قاتل  آبِ خنجر سے لگی دل کی بھجائی نہ گئی  ہوش اُرجائیں تو اُرجائیں بلا سے ساقی </p>	<p> لبِ جان سے ہے اعجازِ سیحایا باقی  ابھی سر میں ہر ترے عشق کا سودا باقی  کاش رہ جائے نہ دلیں غمِ فردا باقی  دیکھنے کے لئے ترے ہے تماشا باقی  دل کا پھر ہے ابھی تک یہ تقاضا باقی  ہم نہ اُوٹھیں گے۔ ہر جہت تک مے و مینا باقی </p>
--	--

خون سب چوس لیا تیر نگہ نے عثمان  
ایک قطرہ بھی مری دلیں نہ چھوڑا باقی

## غزل (۸۵)

<p>             دن کو آرام نہیں۔ شب کو نہیں خواب نے مجھے              بیقراری نے بنا رکھا ہے سیلاب نے مجھے              فائدہ کیا ہو جو سمجھاتے ہیں احباب نے مجھے              چھوڑنا ہی نہیں یہ عالمِ آسباب نے مجھے              ہاتھ آیا ہے عجب گوہرِ نایاب نے مجھے              بات یہ ہو کہ جدائی کی نہیں تاب نے مجھے           </p>	<p>             یادِ جان جو کئے جاتی ہو بیتاب نے مجھے              آتشِ عشق سے دم بھر نہیں آتا ہو قرار              حسرتِ یار نہیں دل سے نکلنے والی              چاہتا ہوں کہ رہوں گوشہٴ غزلت میں مگر              دل مرا لیکے بڑی ناز سے وہ کہتے ہیں              آہ و فریاد جو کرتا ہوں خطا کیامیری           </p>
--	--

میری عصیان کا یہ کفارہ ہو گیا عثمان  
 میکشی کی۔ تو کیا شرم نے آب۔ آب مجھے

## غزل (۸۶)

کیا کوئی بچ سکے تری برق نگاہ سے  
 بیدرد۔ کر خذر تو مرے تیرا ہ سے  
 تارِ نفس او بھٹتا ہے تارِ نگاہ سے  
 واقف نہیں ہیں آپ جو حالِ تباہ سے  
 ظلمت کو چاند لگ گئے تحتِ سیاہ سے  
 جی بھر گیا ہوا اپنا جوابِ و جاہ سے  
 دعواؤں حُسن کیا کرے اور شکِ ہ سے  
 باز آئے ہم تو یار۔ تری ایسی چاہ سے  
 کچھ کم نہیں ہو طولِ مین زلفِ سیاہ سے

اے شوخِ آلمان تری چشمِ سیاہ سے  
 جو رو بھا کی مجھ پہ کوئی حد نہیں رہی  
 آنکھیں لڑا کے یار سے دم پر نہ کیوں بنے  
 جو کچھ گزر رہی ہے وہ کیوں کر سمجھ سکیں  
 قسمت کی تیرگی پہ نہ کیوں دل کو ناز ہو  
 اب تو کسی سُروج کی حسرت نہیں رہی  
 خورشید ہو کہ ماہ ہو۔ کوئی ہوا اور فلک  
 چشمِ کرم کبھی۔ کبھی چشمِ عتاب ہے  
 شامِ فراق۔ تیری درازی مین کیا کہوں

بخشش کے واسطے ہی کافی ہر اور غفور  
 عثمان منغل ہے جو اپنے گناہ سے

## غزل (۸۷)

رہینگے دام میں صیاد جب تک آبِ دانہ ہے  
 آدایں۔ نازیں۔ اندازیں۔ سب ہی گناہ ہے  
 ملا تے ہیں وہ جس سے آنکھ قابو میں نہیں رہتا  
 شبِ وعدہ اوسو آنا نہیں منظور اسی قاصد  
 کسی معشوق سے رنگِ تلون اُسے سیکھا ہے  
 ترپنا۔ لوٹنا۔ دل کا عجب کچھ لطف دیتا ہے  
 ذرا سُن لے تو خود صیاد اسی دام ہو جائے  
 تصویرِ یار کا رہتا ہی دل میں حاضر و غائب  
 بنگاہِ ناز کیا کیا رنگ کھلاتی ہر عاشق کو  
 بہارِ گل میں یہ مرغِ خمیں کا آشیانہ ہے  
 ترے تیر نگاہِ ناز کا ہر دل نشانہ ہے  
 بنگاہِ ناز دل کے واسطے اک ماریانہ ہے  
 سمجھتا ہوں میں اسکو دردِ سر کا اک پہلہ ہے  
 تے انداز سے پہلو بدلتا یہ زمانہ ہے  
 محبت میں ہمارا رنگ بھی کیا عاشق ہے  
 فراقِ گل میں کیا پروردِ بیل کا ترانہ ہے  
 محبت اوس شکر ہے جیونِ غائبانہ ہے  
 تیری آنکھوں کی گردش ہی کہ نیرنگِ باندہ ہے

بیانِ سوزِ دل سے نغمہِ بیل کو کیا نسبت  
 ذرا سنتے تو کیا دلکش یہ عثمان کا فسانہ

## غزل (۸۸)

<p>یہ مرے بخت کی اسے کاش رسانی ہوتی          دلِ کجبت سے کس طرح جُدائی ہوتی          وصلِ جانان میں ذرا نیند نہ آئی ہوتی          کاش دلیں غمِ عالم کی سمائی ہوتی          دلِ بیتاب کو صورت تو دکھائی ہوتی          تیغِ شفاک کو دل سے جو صفائی ہوتی</p>	<p>میں نے بھی دلیں جگہ یار کے پائی ہوتی          یہ تو سائے کی طرح ساتھ لگا رہتا ہے          اپنے طالع کی طرح جاگتے ہم بھی شب بھر          لذتِ غم ہے کچھ ایسی کہ تنہا ہے مجھے          ہمنے مانا کہ نہیں حُسن میں ثانی تیرا          یون نہ رُک رُک کے دمِ ذبح گلے پر چلتی</p>
---	---

ہار تے ہم نہ کبھی عشق میں بہت عثمان  
 غمِ ہجران میں قیامت بھی جو آئی ہوتی

## غزل (۸۹)

<p>طریقِ عشق میں مٹنے سے نام ہوتا ہے          شرابِ تجھ کو ہر دینا تو جلد دے ساقی          نہیں ہر اور کو فی مشغلہِ جُبرِ اسکے          ہے قتل کے لئے کافی بس اک ادائیری          بلا کی ہیں تری آنکھیں کہ دیکھ کر صیاد          لگی ہے آگ جو دلیں تو شمع کہتی ہے</p>	<p>دیارِ عشق میں دل کا مقام ہوتا ہے          ہماری عمر کا لہرِ زجرام ہوتا ہے          کہ تیرا ذکر یہاں صبح و شام ہوتا ہے          ہمارا ایک اشاریے کام ہوتا ہے          ہمارا طائرِ دل نذرِ دام ہوتا ہے          کہ رات بھر میں یہ قصہ تمام ہوتا ہے</p>
---	---

ترسی یہ پند و نصیحت کہان-کہان عمامین  
 یہ ناصحا تجھے سودا می خام ہوتا ہے

## غزل (۹۰)

عجب خوش رنگا و ساقی شرابِ رغوانی ہے  
مری دلیں ہجومِ یاس کی جو مہمانی ہے  
کسی کے عشق میں اس چارہ گرینا تو لانی ہے  
محبت کا یہ تحفہ ہے۔ یہ اُلفت کی نشانی ہے  
ذرا کہدینا اس قاصدِ یہ پیغامِ زبانی ہے  
قیامت جس کو کہتے ہیں تیری وٹھتی جوانی ہے

سُروِ افرا تھو خاطر ہی بہارِ زندگانی ہے  
تواضع کے لئے خونِ جگر کافی ہین ہوتا  
دلِ بیمار کو تیری دوا سے فائدہ کیا ہو  
مرے دل کو نہ کیونکر اُنس ہو داغِ محبت سے  
بیانِ شوقِ وصلِ یارِ مجہد سے ہونہیں سکتا  
نگاہیں قہرِ دھاتی ہیں۔ ادائیں دلِ کھاتی ہیں

جوابِ چشمِ جانان کیوں نہ تیری زبانِ عثمان  
اُدھر جاؤ و نگاہی ہے۔ ادھر جاؤ و بیانی ہے



## غزل (۹۱)

<p>ہم ابتدائے محبت کو انتہا سمجھے جو عرضِ حال کیا او سکو بھی گلا سمجھے کہ تیرے عشق میں ہم زہر کو دوا سمجھے کبھی نہ آپ مرے دل کا مدعا سمجھے کبھی نہ تیری جفاؤں کو ہم جفا سمجھے ہمارے خونِ تنہا کو جوت سمجھے</p>	<p>غمِ فراق کو دیرینہ آشنا سمجھے کبھی نہ میری وفاؤں کو تم وفا سمجھے کچھ ایسے دردِ محبت سے ہو گئے بیتاب ہزار بار کہہ سکا لاکھ بار سمجھایا ہمیشہ ظلم اٹھاتے رہے مرے لیکر امیدِ رحم کی ہو خاک ایسے قاتل سے</p>
--	---

کبھی نہ چین سے رہنے دیا میں عثمان  
ہمارے اس دلِ بیتاب کو خدا سمجھے

## غزل (۹۲)

<p>ہمارے دل میں بھی شانِ خدا نکلتی ہے          ترانہ بنکے جو دل سے صدا نکلتی ہے          کہ ہر ادا سے نئی اک ادا نکلتی ہے          وہاں زخم سے قاتل وعا نکلتی ہے          کہ روزِ اک نئی طرزِ جفا نکلتی ہے          ہمارے سینے سے آہِ رسا نکلتی ہے</p>	<p>فنا کے رنگ میں شکل بقاء نکلتی ہے          یہ عشقِ گل کی ہے تاثیرِ بلسِ نالان          تمہارے ناز۔ تمہاری ادا کا کیا کہنا          کیا ہے تو نے جو سیرابِ آبِ خنجر سے          زمانہ کیون نہ کہے یار کو ستمِ ایجاد          جگر کو تھام لے۔ کہدویہ اوس سنگمرمر</p>
--	--

<p>ستم بھی لطف سے خالی نہیں ترا عثمان          برسی جھاسے بھی بو تو وفا نکلتی ہے</p>	
--	--

## غزل (۹۳)

<p>یہ تو نے اک نگاہ میں کیا کر دیا مجھے  اوس چارہ کرنے ایسی پلائی دوا مجھے  بلجائے کاش اک دل بے مدعا مجھے  بے موت مار ز گھسکی تیری ادا مجھے  مردہ سنائے کاش یہ بادِ صبا مجھے  تیری طرح سے بھول گئی ہے قضا مجھے</p>	<p>اے چشم یار اتنا بتا دے ذرا مجھے  دینے لگا یہ دردِ محبت مرا مجھے  بتنگ آگیا ہجومِ تنہا سے جی مرا  بجھکوا دیا تھا دل۔ مگر اسکی خبر نہ تھی  گلزارِ آرزو میں مرے۔ آگئی بہار  آج ہے تو۔ نہ جان نکلتی ہے ہجر میں</p>
--	---

جو دیکھے نزار مجھے عثمان قبول ہے  
پہلے بتا تو دیجئے میری خطا مجھے

## غزل (۹۴)

<p>جیسے ہم پیچ میں اس عشقِ تباہ کے آئے          نازِ کش لا کہہ چن میں ہو کر مرغانِ چمن          داغِ دل کا نہ مرے پھول کوئی مڑھلایا          قصۂ عشق کو سن سُنکے پھر ک جاتا ہے          کبھی سیدھی نہ ہوئی یار کی چتون جُھہ سے          نیچے حضرتِ واعظ جو بُرا کہتے تھے</p>	<p>شکوہِ لب تک نہ کبھی سُوزِ نہان کے آئے          دُھنگ کسکو مری فریاد و فغان کے آئے          جھوٹے آنیکو بہت بادِ غزان کے آئے          تیرے دل کو بھی مری میری بان کے آئے          ہا کی یہ بل مری قیمت میں کہاں کے آئے          وہ بھی خلقِ مین مری پر مغان کے آئے</p>
--	--

<p>ہم نہ کہتے تھے کہ عثمان بھی پھینگے اک روز          آپ بھی پھر مین اوس دُشمنِ جان کے آئے</p>	
--	--

## غزل (۹۵)

<p>کس سے پوچھوں دلکی۔ اوس کوچہ میں کیا حالت ہوئی          خانہ دل میں نکمیں ہے۔ کون اب اپنے سوا          نیکرون عشاق ہیں کس کی وہ خاطر کرتے          میکہ میں چلتے چلتے دور ساغر گیا          حوصلہ دیدار کا اب بھی ہے یا جاتا رہا          حلقہ یہ شعر گوئی کا کہان۔ اور ہم کہاں</p>	<p>مدتیں گزریں نہیں معلوم کیا صورت ہوئی          آرزو تیری ہوئی۔ ارمان ہوا حسرت ہوئی          قدر سے باقی نہیں رہتی جہان کثرت ہوئی          یا الہی آج کیسی گردش قسمت ہوئی          کوئی پوچھے حضرت سے سو کیا حالت ہوئی          کہہ دے کچھ شعر ہم نے جب کبھی فرصت ہوئی</p>
---	---

فصل باری پر بھروسہ تھا جو اے عثمان  
 آخرش اوسکی۔ ہمارے حال پر رحمت ہوئی

## غزل (۹۷)

<p>آنکھ ملتی ہی شکر یہ ستم بھول گئے          چار ہی روز میں سب قتل و قسم بھول گئے          دل پہ قابو نہ رہا رنج و الم بھول گئے          وصل کے شوق میں ہم ہجر کا غم بھول گئے          مرنے والے بھی رہ ملک عدم بھول گئے          ہلکے معلوم نہ تھا تیری قسم بھول گئے</p>	<p>شکوہ جو رتبے دیکھ کے ہم بھول گئے          پھر وہی طرزِ جفا ہے وہی پیام شکنی          سامنے اونچے بیان دردِ جگر کیا کرتے          اور ہی حالِ سوا سن کے پیامِ جانان          میری قاتل نے عجب آج مسیحائی کی          وعدہ وصل گزرنے پہ وہ فرماتے ہیں</p>
---	--

دل میں رہتی تھی سدا یاد ہماری عثمان  
 آپ اپنی نگہِ لطف و کرم بھول گئے

غزل (۹۷)

<p>عادت ہماری جور و بھاسے بگڑ گئی  یہیٹھ بٹھائے تیری دوا سے بگڑ گئی  پھولو کنی آج بادِ صبا سے بگڑ گئی  قاتل تری ادا بھی قضا سے بگڑ گئی  تاثیر بھی ہماری دُعا سے بگڑ گئی  کہتے ہیں وہ کہ میری بلا سے بگڑ گئی</p>	<p>خویار کی ہماری وفا سے بگڑ گئی  اچھی بھلی ہماری طبیعت تھی چارہ گر  چھوڑا نیا شگوفہ یہ بُل کی آہ نے  بسل کی جان لینے کا ایسا تھا اشتیاق  بسے سوالِ وصل پہ وہ کیا بگڑ گئے  حالت بگڑ گئی جو دلِ سیرار کی</p>
---	---

عثمان اثر ہوا یہ مرے دودِ آہ کا

دُم بھرنین زلفِ یار ہوا سے بگڑ گئی

غزل (۹۸)

ممکن نہیں کہ سوزِ محبت بیان کرے  
مجھ سے تجھے زراہِ کرم مہربان کرے  
جتنا کہ دل کیساتھ جگر بھی قحان کرے  
ایسا نہ ہو کہ بخت بھی خوابِ گران کرے  
آنکھوں سے ہو عیان جو مرادِ نہان کرے  
دے کہ رفقہ رفتہ نہ قیمتِ گران کرے

جتنا کہ نہ شمع میری سی پیدا زبان کرے  
اللہ سے دعا ہے مری روز و شب ہی  
آتا نہیں فروغِ مجھے نہ ریا دو آہ کا  
آرام میں ہے یارِ شبِ وصلِ خوفِ ہی  
دشوار ہے کہ راز نہ افشا ہو عشق کا  
بو سے پہ دل لیا تو لیا۔ غم نہیں مگر

جب دل دیا تو جان کا عثمان خیال کیا  
جس وقت چاہو عشق میں وہ۔ امتحان کرے



## غزل (۹۹)

<p>اے بُتِ یہ جان لے۔ کہ ہمارا خدا بھی ہے          کچھ درد۔ کچھ قلق تجھے ظالمِ ذرا بھی ہے          جو رُفلک ہو۔ سنگد لو بھی جفا بھی ہے          مجھسا ستم رسیدہ کوئی دوسرا بھی ہے          مجھ مُبتلائے عشق کی۔ کوئی دوا بھی ہے          فرقت میں۔ کوئی حالِ مرا پوچھنا بھی ہے</p>	<p>ظالمِ ترے ستم کی کوئی انتہا بھی ہے          ناحق ہمارے دل کو ملتا ہے خاک میں          اک میری جان کے لئے کیا کیا عذاب ہیں          شکوہ نہ کیوں کروں۔ تمہیں انصاف کیوں          ملے کہیں سچ تو اُون سے یہ پوچھتا          بہرہ کیوں بناؤں نہ دردِ فراق کو</p>
--	--

عثمان یہ کہہ رہا ہے بڑی فخر و ناز سے  
 یہ دل وہی ہے جس میں کہنی تو رہا بھی ہے

## غزل (۱۰۰)

کیا کہوں یا رہنے پانی ہے طبیعت کیسی شوق دیدار کا چسکا ہی لگا رہتا ہے دنِ جدائی کا جو گدرا شبِ فرقت آئی خاک میں - میری تمنا کو ملا کر چھوڑا ویرِ دجیتک نہ ہوا سی دل تجھے آرام نہیں ایک ہنگامہ سرِ راہ گزر برپا ہے	جانتا ہی نہیں ہوتی ہے محبت کیسی یا الہی مرے دلمین ہر یہ حسرت کیسی جھیلنا ہوں میں مصیبتِ مصیبت کیسی اے فلک تو نے نکالی یہ کدورت کیسی پڑ گئی بھگلو بھی کمبخت یہ عادت کیسی دو قدم چلکے اوٹھائی ہر قیامت کیسی
---	--

چین آتا ہی نہیں دل کو ہمارے عثمان  
 ہو گئی - ہمارے ہمین - تجھ سے محبت کیسی

## نزل (۱۰۱)

<p>اوپر کچھ روز کرین نالہ و فریاد ابھی  نیم جان چھوڑ کے - منہ موڑ کے - جاتا ہوں کہا  ریخ و غم کھاتے ہوو ایک زمانہ گزرا  اوسکی تصویر میں کھینچ جاؤ ادا ابھی اوسکی  اور کچھ دیر خلش کا یہ مزہ رہنے دی  آگئی فصل بہاری بھی چہی میں لیکن  ہو گئی بخیری سارے جہان سے مجھ کو  گود کو تیشہ فرما دے کاٹنا بھی تو کیا</p>	<p>ہم نہ چھوڑیں گے تجھے خانہ صیاد ابھی  کام کرنا ہی تجھے خنجر حبلا د ابھی  تجھ کو سیری نہ ہوئی اور دل ناشاد ابھی  کام مشکل ہر ترے سامنے بہرا د ابھی  رگ پھر کتنی ہر مری نشرِ فضا د ابھی  نہیں نکلی ہوس نالہ و فریاد ابھی  نہیں جاتی ہر مری دل سرتری یاد ابھی  کہد و ادوس سے کہ ہر باقی سرفرا د ابھی</p>
--	---

باز آتا ہی نہیں عشقِ تباں سر عثمان  
دل کینت کو ہونا ہے جو برباد ابھی

## غزل (۱۰۲)

<p>             خوش نصیب - جو پہلو میں ہو و دلبہر بھی              ہمیں نے سہکے ستم - کر دیا شکر بھی              میں عرض کیا کروں - جب کچھ ہو باور بھی              ہمارے حال پہ - روتا ہی تیرا خنجر بھی              ہنیں ہوا برسے کم اپنا دیدہ تر بھی              ستم تو یہ - کہ پلایا ہمارے کا ساغر بھی              ترپ رہا ہی کلیجہ بھی قلب مضطر بھی              کیسکا خوف نہ کر - عرض مدعا کر بھی           </p>	<p>             بہار بھی ہو - چمن بھی ہو - دور ساغر بھی              ہمیں نے دیکھے تجھے دل - بنایا دلبہر بھی              یہ پوچھنا مرے دردِ جگر کا ہے بیکار              ہنیں ٹپکتے ہیں پیہم - یہ خون کے قطرے              ترپ میں برقِ تپان ہے - اگر دل مضطر              نگاہِ مست ہی کافی تھی بخودی کے لئے              پری ہے لاگ یہ دونوں میں بقرار کسی              وہ مل گئے ہیں تجھے اتفاقِ سدایدل           </p>
---	--

فلک ہزار مخالف ہو - خوف کیا عثمٰ  
 کفیل جب ہی خدا بھی ترا پیسبر بھی

## غزل (۱۰۳)

<p>بہار آئی ہے۔ لطفِ زندگی ہے  زبان میری بھی کیا چلتی چھری ہے  صبا کچھ گوشِ گلِ مین کہہ رہی ہے  یہ دُختِ رز نہایت مُشتاقی ہے  جگر پر چوٹِ قاتل کے لگی ہے  تو اسے ناصح بُرائی کو نہی ہے  ہجومِ یاسِ مین پس پس گئی ہے  فلک پر آہ چکرِ مین پڑی ہے  دل آکھو نین اوڑا کر لگتی ہے  قضا بھی بھر مین کیا مر گئی ہے  کہ تصویرِ اسمین جانا کئی پہنچی ہے</p>	<p>یلا ساقی یہ وقتِ میکشی ہے  عُدو کٹ کٹ گوہنِ جب چلی ہے  شگوفہ کوئی گلشنِ مین کھیلے گا  نہ آئی سامنے زاہد کے ہرگز  نگاہِ یاسِ بسمل کا بُرا ہو  بھلائی گر نہیں عشقِ تباہ مین  شبِ فرقتِ مرے دل کی تمنا  نصیبِ بختی کہاں جاتی ہر گردش  نگاہِ شوخ کیا چالاکِ بختی  بلا تاہون۔ ہنیں آتی شبِ غم  لگاؤن کیون نہ مین سینوس۔ دلو</p>
---	---

مُحبت کا نتیجہ ہے یہ عیشِ مان

فراقِ یار مین جان پر پئی ہے

## غزل (۱۰۴)

کیا مبارک مر و حق میں وہ گھڑی رہتی ہے  
 التجا بابِ اجابت پہ کھڑی رہتی ہے  
 جیسے آئینے میں تصویرِ جُبری رہتی ہے  
 کیون نظر آپ کی اور وں سے لڑی رہتی ہے  
 جانِ بلب کی مُصیبت میں پڑی رہتی ہے  
 ہر گھڑی مجھ پر قیامت کی گھڑی رہتی ہے  
 توک اسکی مر و سینے میں گڑی رہتی ہے  
 سامنے یار کی تصویرِ کھڑی رہتی ہے  
 خاکِ میری تری کو چوچین پڑی رہتی ہے  
 عارضِ یار پہ کاکل جو پڑی رہتی ہے

جب نظر صورتِ جانان سے لڑی رہتی ہے  
 ہا میا بی اسے کب دیکھنے حاصل ہوگی  
 دلمین یون اوں کے تصوّر نے جیا نقشہ  
 کس پہ مایل ہوا دل۔ آئی طبیعت کس پہ  
 بیچ کر ہا نہ صیاد۔ نہ کرتا ہے رہا  
 رات کشتی پر نہ کشتا ہر یہ دنِ فرقت کا  
 کس غضب کی تری مگر کان ہر خدا اس سے بچا  
 کیون نہ مومن تصوّر ہوں مر و دیدہ و دل  
 بعد مرنے کے ہوئی دلی تمنا پوری  
 اسی پھندہ میں مرا مرغِ نظر پھنسا ہے

پس تو یہ بھی یہی حال مرا اے عثمان  
 ساغرے سے مری آنکھ لڑی رہتی ہے

## غزل (۱۰۵)

<p>انداز کو نہا نہیں اوس دلربا میں ہے          کا کل میں دل پھنسا ہر جگر زلفِ یار میں          کیسے مکر نہ رنگ لاریہ قاتل کے ہاتھ میں          پھندے سے زلفِ یار کے دل چھوٹا نہیں          میں کیوں کہوں کہ آپ رستم میں کمی کریں          تلوار میں چھری میں نہ خنجر میں ہر کہیں          گوچے میں اوسکے جا کے پھر آئی نہ آج تک          کس طرح ہونٹھے مرضِ عشق سے نجات</p>	<p>شوخی نگاہ میں ہر شرارت ادا میں ہے          وہ اپنی بیچ میں ہر یہ اپنی بلا میں ہے          خونِ شہیدِ ناز بھی شاملِ جانیں ہے          جانِ حَرین - اسیسِ مری کس بلا میں ہے          راحت جگر کو کثرتِ جو روجہ میں ہے          جو کاٹ چھانٹ آپکی تیغ ادا میں ہے          کھلتا نہیں مزاجِ صبا کس ہوا میں ہے          اولٹا اثرِ طبیب کی ہر اک دوا میں ہے</p>
---	---

عثمان یہی صفت ہر جو حصہ ہے آپ کا  
 رنگ و فابھی آپکی طرزِ جفا میں ہے

## غزل (۱۰۶)

جو کام تری ابرویِ خمدار سے ہو جائے  
صورت جو کوئی وصل کی دلدار ہو جائے  
شاید کہ کبھی مان بھی لبِ یار سے ہو جائے  
پھر فیصلہ قاتل تری تلوار سے ہو جائے  
باہر نہ کہیں آج وہ اقرار سے ہو جائے  
پامال کہیں آپکی رفتار سے ہو جائے  
آئینہِ خجل چہرہ دلدار سے ہو جائے  
آرام مجھے ہجر کے آزار سے ہو جائے  
دل شاد ابھی سینے میں دیا کہ ہو جائے

مکمل ہی نہیں وہ کسی تلوار سے ہو جائے  
رخصت ابھی غم میری دلِ زار سے ہو جائے  
انہما رفت سے نہ ہم باز رہیں گے  
پھر ہی سروگردن میں مری دیر سے جھکنا  
ہے وصل کا یار بے تخیار سے وعدہ  
دل کو مرے اک عمر سے ہی حسرت پاؤں  
دعویٰ ہی بہت حسن کا۔ گردیکہ لے او کو  
کہتا ہی یہ دل۔ موت کہیں آنی شبِ غم  
آجائی جو آنکھوں کو نظر صورتِ جانان

وہ شاید مقصود ہم آغوشِ ہوشمان

یہ کام مرے طالع بیدار سے ہو جائے



## غزل (۱۰۷)

تیرنگاہِ شوق سے روزِ نِ بِنائینگے  
 چلتے ہیں بے طرح مری جُوشِ جوینِ ماتھ  
 ارمان کے نکلنے کی۔ بھلیگی دل سے راہ  
 سینے میں حسرتوں کا اگر خون ہو گیا  
 ہے قتل کا وہ شوق کہ ہم ہلکے خاک میں  
 ہر تھم آرزو کی ترقی ہے اپنے ماتھ  
 نکلے جو لختِ دل بھی مری آنسوؤں کیساتھ  
 تجنیہ کریں گے زخمِ جگر کو وہ دیکھ کر  
 انداز ہے ہی تو ہوا پر اوڑینگے وہ  
 ملنے نہ دینگے خاک میں ان آنسوؤں کو ہم  
 میرے ہوا کوئی بھی نہ ہو گا وفا شعار

ہم بھی تری نقاب کو چسپن بنائینگے  
 دامن کو جیب۔ جیب کو دامن بنائینگے  
 تیر نظر سے آپ جو روزِ نِ بِنائینگے  
 ان بکسو نکا دل ہی میں مدفن بنائینگے  
 سوارِ فوج ہونی کو گردِ نِ بِنائینگے  
 ہم ایک ایک دانے کو خرم بنائینگے  
 گلزارِ اک نیا سرِ دامن بنائینگے  
 تیر نگاہِ ناز کو سوزِ نِ بِنائینگے  
 شوخی و ناز و غم کے کو تو سن بنائینگے  
 تیری شبیہ کے لئے روعن بنائینگے  
 باتیں ہزار آپ سے دشمن بنائینگے

عثمان کا حالِ زار بیان کر کے ہنسن

اوس بدگمان کو اور بھی بدظن بنائینگے

## غزل (۱۰۸)

دِنِ جَدائی کے گئے وصل کی ساعت آئی  
 یہی دیکھا کئے جس دِن سے طبیعت آئی  
 امتحان سیکڑوں مَرَمَر کے دتے مین ہننے  
 خوگر پنج و اَلَمِ دِل نے بِنّا رکھا ہے  
 یہ تماشا تھا نیا جِسلوہ گہ جانا مین  
 اَو سکے کو چے سے جو کی خاک ہماری برباد  
 پہلے اپنے بُتِ پندار کو توڑا ہوتا  
 اُنکے کہنے مین نہ آتے نہ بِلّا مین پھنستے  
 دِل کے آئینا سبب ہم سے نہ پوچھا اِکڑا صبح  
 نغمہ یار کی تقلید بہت کی۔ لیکن  
 اور باتیں کرو اس ذکر کو چھوڑو صاحب  
 تیرہ بجتی نے دیا ساتھ یہاں تنگ میرا  
 سخت جانی کا بُرا ہونہ کئی جب گردن  
 سُن لیا کو ہنک و قیس کا قصّہ اے دِل  
 پھر شب وصل ہوئی ختم۔ خدا خیر کرے  
 میری اَلِف کا یقین یار کو اوس وقت ہوا

لو مبارک ہو کہ شامِ شبِ عشرت آئی  
 ایک ارمانِ مٹا دوسری حسرت آئی  
 پھر بھی ظالم ترے دِل مین نہ محبت آئی  
 لاکھ صدے ہوئے لب پر نہ شکایت آئی  
 آئینہ بننے مرے سامنے حیرت آئی  
 اے صبا کیا ترے دِل مین یہ کدورت آئی  
 بھگھو زاہد نہ کبھی طسّر ز عبادت آئی  
 دیدہ و دِل کی بدولت یہ مُصیبت آئی  
 مان تا دینگے چو قابو مین طبیعت آئی  
 برقِ بیاب کو شوخی نہ شرارت آئی  
 کیا کہین عشق مین کیا ہم یہ مُصیبت آئی  
 بھگھگئی شمع بھی جِدم سرِ تربت آئی  
 مانے کیسی مرے قاتل کو ندامت آئی  
 خیر گزری کہ کسی پر نہ طبیعت آئی  
 آج پھر کَل کی طسّر صبحِ قیامت آئی  
 داغ دِل سے مرے جب بُلو کو محبت آئی

اپنے جاے مین سہا نہ خوشی سے عثمان  
 ہاتھ جو وقت مرے وصل کی دولت آئی

## غزل (۱۰۹)

گرم آنسو بہن مرے دل کے جلانے والے  
 سر نہیں عشق میں اغیار کٹانے والے  
 خانہ دل میں نہ ہوتی اگر اتنی وسعت  
 میری جانب سے رقیبوں نے اسے بھڑکایا  
 عشق کا لطف جوانی میں اوٹھالے زاہد  
 کیا ترے دل میں قیامت کا بھی کچھ خوف نہیں  
 رات تھوڑی سی ہے۔ ارمان بہن دلیں لاکھوں  
 نقش یا بے جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے  
 سوزِ آفت نے او نہیں بھی نہ سلامت رکھا  
 یہ او نہیں کو ہو مبارک جو بہن جو گرا سکے  
 چوک جائے جو نشانہ تو مری قسمت ہے  
 میں تو کیا وصل میں پہلو کو خبر بھی نہ ہوئی  
 حسرت و رنج و الم یا س و غم و درد نہان  
 کیا مزہ درد میں ہے پوچھ یہ ناصح اُون سے  
 صرف قاتل ہی کا ارمان نہ ہو گا پورا  
 کچھ بچی پر نہیں موقوف شرارت ظالم  
 لاکھ وہ پیار کی باتیں کرے ہمسے ای دل  
 تشنہ شوق شہادت ہوں خبر لے جلدی  
 شیخ تربت کہ سہر شام بچھاتی ہے صبا

اور بھی آگ لگاتے ہیں بچھانے والے  
 سب زبانی ہیں محبت کے تھانے والے  
 کب غم و رنج تھے دنیا میں سمانے والے  
 کر گئے کیسا غضب آگ لگانے والے  
 سوچ دل میں کہ یہ دن پہ نہیں آنے والے  
 فتنہ ہر گام پہ شوخی سے اوٹھانے والے  
 اب حیار بنے دے اومنہ کے چھپانے والے  
 ہم نہیں کوچہ دلدار سے جانے والے  
 اشک غم تھے جو لگی دل کی بچھانے والے  
 ہم نہیں عمرہ عجا کے اوٹھانے والے  
 مان مگر تاک لے او تیر لگانے والے  
 دل چرا لیکے نظروں کے چرانے والے  
 خانہ دل کو مرے بہن ہی ڈھالنے والے  
 لذت عشق کے جو جو بہن اوٹھانے والے  
 جو صلے میرے بھی ہیں آج برانے والے  
 شعلہ رو ہوتے ہیں سب آگ لگانے والے  
 ہم تو دم باز کے دم میں نہیں آنے والے  
 آب پیکان سے مری پیاس بچھانے والے  
 امداد سے دل عاشق کے جلانے والے

حسن کے بیچ سے ہشتیار درازے عثمان

ناز و انداز میں سب دل کے بچھانے والے

## غزل (۱۱۰)

شبِ وعدہ سحر نہ ہو جائے  
 لہو گرینچ و در دہون یارب  
 سب سے حجاب اُون کو آج دیکھو نگا  
 دال میں اس طرح اونکا تیر رہے  
 تیرا دامن بھی میرے ہاتھوں سے  
 دو نون عاشق ہیں ایک پیکان  
 دل اشاروں سے مانگتے ہیں  
 آہ رکتی ہے آج سینے میں۔  
 اعتبار و فائین ہم کو  
 وعدہ کرتے ہو شام کا۔ لیکن  
 در دھیلار رہے پاؤں بہت۔  
 آہ کی کچھ مدد نہ ملے دل  
 میں یہ ڈرتا ہوں آپ سے جھگڑا  
 آپ جاتے ہیں بے نقاب کہاں

رات یون ہی بسر نہ ہو جائے  
 شبِ غم مختصر نہ ہو جائے  
 بیخودی پردہ در نہ ہو جائے  
 کہ جگر کو خبر نہ ہو جائے  
 چاک اے بخیہ کرنے ہو جائے  
 دل کا دشمن جگر نہ ہو جائے  
 کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے  
 کہین در دجگر نہ ہو جائے  
 عمر جتیک بسر نہ ہو جائے  
 شام سے پھر سحر نہ ہو جائے  
 شق ہمارا جگر نہ ہو جائے  
 یہ کہیں بے اثر نہ ہو جائے  
 غیر کے ذکر پر نہ ہو جائے  
 دشمنوں کو نظر نہ ہو جائے

دلِ غم چلا ہوا عثمان  
 چہرے سحر نہ ہو جائے

## غزل (۱۸)

حسرت بھی دل کے ساتھ بہانہ پائیال ہے  
 رنقار ہے کہ بادِ بہاری کی چال ہے  
 دیکھا ہی جیسے تم کو عجب میرا حال ہے  
 حیرت فرائے چشمِ یہ حسن و جمال ہے  
 چشمِ خیال سے مری چھپنا محال ہے  
 مرتے نہیں یہ چاہنے والوں کا حال ہے  
 ہم سمجھے وصل کے لئے یہ نیک فال ہے  
 آنکھوں میں انتظار ہو دلیں خیال ہے  
 تھا وہ تو اک فسانہ ماضی یہ حال ہے  
 فرقت میں آپکی یہ بہت خستہ حال ہے  
 میرے لئے وہ زلف بھی آشفۃ حال ہے  
 کیا جانے کیا ہوا اسے کس کا خیال ہے  
 تیرا نگاہِ یار سے بچنا محال ہے

کسے خسرانِ ناز کا دل کو خیال ہے  
 داغِ جگر کے پھول کھلاتے ہیں ٹھکے آپ  
 کو جو شین چہرہ دل نہ بجا ہیں مری حواس  
 آئینہ ہے گواہ مرے اس بیان کا  
 پردے میں سوطر سے چھپائیں وہ آپ کو  
 لب پر ہر جان پھر بھی ترستے ہیں موت کو  
 جب کوئی حد رہی نہ غنیمت ہجر یار کی  
 کیا پوچھتے ہو حال شبِ تجسّسِ یار میں  
 نسبت مری جنوں سے ہو کیا حالِ قیس کو  
 آتا نہیں تسرارِ دلِ سفتہ رار کو  
 الفت کے ہاتھ سے میں پریشان ہوں اسفند  
 آتا نہیں جو ہوش میں بے چین دل مرا  
 اوٹھ اوٹھ کے دردِ کہتا ہوں دل سو یہ بار بار

دوبے ہو مری ہو بجز تصور میں راتِ دن  
 عثمانِ تباؤ سچ تمہیں کس کا خیال ہے

سجده

غزل (۱۱۲)

<p>ایک قیامت کی تڑپ اپنی دل بسل میں ہے          آج کچھ اندازِ بسمل اضطرابِ دل میں ہے          شکوہِ جلا دیکھا کیا نالہ بسمل میں ہے          جسے تیرے قیامت موز و نغمہ نقشہ دل میں ہے          شمع سان جلتا رہا یہ رات بھر مغل میں ہے          دل کو کیا روؤں کہ میری جان اب نگل میں ہے</p>	<p>برقِ سوزان کا تماشا کوچہ قاتل میں ہے          ہو گیا شاید کسی کے تیرے مرگان کا شکار          ہے ہی فریاد اُچھا ماتھے قاتل کا پڑا          اوٹھ گیا خوفِ قیامت ہٹ گیا محشر کا ڈر          بزمِ جانان میں دلِ سوزا کئی حالت کیا کہوں          بارِ الفت کا اوٹھانا ہر گھڑی آسان نہیں</p>
--	---

ترک کر دوں کس طرح سے شغلِ نعتِ مصطفیٰ

یہ تو اے عثمان ازل سو میری آبِ گل میں ہے

## غزل (۱۱۳)

بہار آئی ہر گلشن میں خوشی کا منہ برستا ہے	چمن شاداب ہر سرسبز ہر نخل تنہا ہے
فدا ہو گئی یہ پُبل شیفہ ہر سرور پر قمری	ہر اک گوشے میں عشق و عاشقی کا آج چرچا ہے
خمیدہ شاخِ گل ہر یا جھکی ہے گردنِ پینا	منے گلزنگ سے لبریز ہر گل کا پیالا ہے
ہمیا عیش کا سامان ہے بچپن میں میکش	بتا دی دور کے چلنے میں ساقی دیراب کیا ہے
اکہین طاؤس قصان میں کہیں پُبل غزل خان	چوھر دیکھو او دھر صحنِ چمن میں اک تلسا ہے
کھلا جاتا ہی اس دم خود بخود کیون غنچہ خاطر	سبب یہ ہر کہ عالم ابرِ رحمت سے شگفتا ہے

کروں تعریف میں کیا اس دنِ فن کی اور عطا  
خدا کے فضل سے ہر بات میں بے مثل و یکتا ہے

## غزل (۱۱۴)

نظر میں کھپ گئی مستی کسی کی چشم شہلا کی اوسے کے عشق میں ہم مثل بلبلِ نالہ کرتے ہیں یہی باعث ہے دل جو برق سان ہر دم تڑپتا ہے خیرام ناز پر اوس سُر و قد کے دل سے شیدا ہوں چمک اٹھی مری داغِ جگر جسکے تصور سے جو اوس رشکِ چمن سے وصل ہو جائی تو کیا کہنا	ہنیں ممکن رہی دلیں ہوس اب جامِ صبا کی بہارِ گل تماشا ہی ہو جسکے رُوسے زیبا کی ادائیں یاد آتی ہیں مجھے اوس شوخِ رغا کی قیامت پر قیامت ہر قدم پر جسے برپا کی محبت کر گئی ہو دلیں گھر اوس ماہِ صبا کی بہارِ افزا ہو سر سبزی مری نخلِ تمنا کی
--	--

ستارِ بخت و دولت کا چمکتا ہی ہو عثمان  
فلک پر روشنی جت تک رہی عقدِ ثریا کی



## غزل (۱۱۵)

تیرے سب ظلم و ستم جو روجھا دیکھینگے  
 خونِ عشاق تیرے ہاتھوں سے ہونگے کتک  
 شبِ فرقت کی جو ہم دست درازی سوچے  
 دستِ قاتل کی صفائی کونہ مانینگے کبھی  
 لوگ رکھتے ہیں عبث خواہش دیدارِ جمال  
 منہ کی کھانینگے عدو میری شکایت کر کے  
 بے عمل جائینگے میسج بھی کرامت اپنی  
 اضطرابِ دل مضطر کو تماشا سمجھے  
 دل کو صد چاک تو ہو جائے دشمنانِ کی طرح  
 اب تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہر دم آنکھوں میں  
 سیاہی یار کے آئینہ دل کو رکھ کر

اب تو جو ہر کو دکھا ایسا خدا دیکھینگے  
 رنگِ لائیکی کہاں تک یہ خدا دیکھینگے  
 ہاتھ پائی کا شبِ وصل مزا دیکھینگے  
 ایک تسمہ بھی جو گردن میں لگا دیکھینگے  
 آنکھ میں جس رخ پہ نہ ہر او سی کیا دیکھینگے  
 وہ بُرائی کا نتیجہ بھی بُرا دیکھینگے  
 اگر تمھارے لبِ اعجاز نہ دیکھینگے  
 کہتے ہیں دل کی ترپ ہم بھی ذرا دیکھینگے  
 بل کی لینا تر اے زلفِ دو ما دیکھینگے  
 آگے فرقت میں خدا جانے کیا دیکھینگے  
 آج تصویر سے تصویر ملا دیکھینگے

انگنی اک بیتِ کافر یہ طبیعتِ عثمان

ہم بھی اب دل کے لگانے کا مزا دیکھینگے

## غزل (۱۱۶)

لے ہمراہ مئے ہوش بُرا پھرتی ہے	نہختِ گل سے نہیں مت صبا پھرتی ہے
صورتِ یار جو آنکھوں میں بند پھرتی ہے	غیر کوئی نظر آتا نہیں اسے دل مجھ کو
مضطرب نہکتِ گل بادِ صبا پھرتی ہے	آبدِ فصلِ بہاری جو ہوئی گلشن میں
کبھی شوخی کبھی آنکھوں میں حیا پھرتی ہے	اوسکی چتون کا ہوا انداز بیان کس منہ سے
باغ میں فصلِ گل آئی جو ہوا پھرتی ہے	زنگ بد لا ہوا گلشن کا خبر دیتا ہے
خاک کو میری لئے بادِ صبا پھرتی ہے	بعد مرے کے بھی گردش نہ گئی قسمت کی

ناز اس بات پہ ہو کیوں نہ مجھ کو عثمان  
کعبہ دل میں مرے یادِ خدا پھرتی ہے

## غزل (۱۱۷)

یا داو کو بھر میں سخنِ شام کیجئے	اسکے سوا فراق میں کیا کام کیجئے
مرکز کے شام ہجر کٹی تو یہ فکر ہے	صبحِ غمِ فراق کی اب شام کیجئے
اس غم پر بھی دل سے نکلتی ہے یہ صدا	اے چشمِ ترکِ سیکو نہ بدنام کیجئے
قاصد سے کیا بیان کریں دل کی آرزو	کیونکر سوالِ بوسہ پہ پیغام کیجئے
گردِ شمس ہوئی نصیبِ ہمیں دل کے ہاتھ سے	کس منہ سے شکوہِ غمِ ایام کیجئے
حاصل نہ رہے بچ سے ہونہ فریاد و آہ سے	جتک ہو صبر اے دلِ ناکام کیجئے

آخر بلا میں بھپس گئے عثمان لگا کے دل  
کیا فائدہ جوابِ غمِ انجام کیجئے

## غزل (۱۱۸)

<p>کسی سے دل کو لگایا تھا دل لگیم کے لئے  ہمیں تھے سینہ سپر چلی وہ تیغِ ادا  خیالِ چشمِ خماری میں مست رہتا ہوں  اُو بھر چلا دل شیدا بھی اپنے پہلو سے  خدا کرے کہ رقیبوں کو موت آجائے  وفا کا خون کیا تو نے بیوفا ہو کر  اتنی وصل کی ساعت کبھی تمام نہو  شرابِ ناب کی تجھ کو ممانعت ہوگی  ہماری قد رہیں تجھ کو کیا قیامت ہے</p>	<p>ترس گیا غمِ فرقت میں جی خوشی کے لئے  رہائیاں نہ مقل میں مدھی کے لئے  شرابِ شوق میں پیتا ہوں نوحی کے لئے  اوٹھا بہار سے جو بن جو سرکشی کے لئے  ملے تو آپ کو فرصت کوئی گھڑی کے لئے  دیا تھا دل تجھے کیا ہمنے آج ہی کے لئے  دُعائیں مانگی ہیں سُون اسی گھڑی کے لئے  ہمیں تو حکم ہے واعظ کبھی کبھی کے لئے  کہے ہیں رنج گوارا تری خوشی کے لئے</p>
--	---

یہ عشق کیا ہے۔ بلا ہے۔ عذابِ عثمان

خدا نہ بخشے یہ دولت کبھی کسی کے لئے

## غزل (۱۱۹)

<p>آپ سا بھی ہر کہیں قول کا سچ کوئی اے جنون مجھسا نہیں باد یہ پیا کوئی چاہئے دیکھنے والا مجھے ایسا کوئی بھیس کھاتا ہر جو میخانے میں شیشا کوئی آج باقی نہ رہے دل میں تمنا کوئی تیرے دیوانے سے چھوٹا نہیں صحر کوئی بولے وہ لائے کہاں سے یہ کلیجا کوئی تمسے سیکھے دل عاشق کا جلانا کوئی لب پہ آتا ہی نہیں حرفِ تمنا کوئی</p>	<p>بھول کر بھی تو نہ پورا کیا معصم کوئی غم گزری ہو کہ پھرتا ہوں بگولے کی طرح اپنا عکس آتے ہیں دیکھکے وہ کہتے ہیں چوٹ دل پر مری پڑتی ہو وہ میکش ہو نہیں مدد اے طالع بیدار یہ ہو وصل کی شب خاک چھانی نہیں کس فشت کی مجنوں کی طرح جب کہا میں نے کہ سن لیجئے قصہ میرا خواب میں بھی مری آتے ہو عدد کے ہمراہ سلنے یار کے ہم ہو گئے ایسے بیخود</p>
---	---

یہ صفت خاص ہر تیر کی لڑائی عثمان  
ریکھ لے تجھے نگاہوں میں سمانا کوئی

۱۲۱  
۱۲۰ غزل

<p>مجھ سے وہ بُری شے ہے کہ حالت ایسی ہوتی ہے  جو ہم پر مرے ہیں اونچی صورت ایسی ہوتی ہے  بس اب تو نے دیکھا اس کی قدرت ایسی ہوتی ہے  تمہیں انصاف سے کہد و مروت ایسی ہوتی ہے  رقیبوں سے کہوں دیکھو عنایت ایسی ہوتی ہے  تو میں تم کو دکھا دیتا مصیبت ایسی ہوتی ہے</p>	<p>مجھے تم دیکھ کر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے  خدا کی شان ہو بلکہ دیکھ کر اب وہ بھی کہتے ہیں  خدا کو مان اڑت تو بھی تو بغیر نہ مڑا رہی  بجھائی پیاس اگر نہ تم نے آپ خنجر سے  تمنا ہو گلے سے میری اگر وہ لپٹ جائیں  شبِ ہجران جو قسمت سے مر رہیں تم آجاتے</p>
---	--

یہ ہر تاثیر جذبِ دل کہ عثمان اب وہ کہتے ہیں

محبت جیسی تمنے کی محبت ایسی ہوتی ہے

## غزل (۱۲۱)

شرم کے اندازِ درپردہ آدا ہونے لگے	دیکھا دیکھی وہ بھی پابندِ حیا ہونے لگے
قتل کرنے کے لئے آئے وہ اس انداز سے	خود بخود بسملِ تیغِ آدا ہونے لگے
آج بیٹھے نہیں مجھ سے وہ ہو کر بے حجاب	روزِ محشر آگیا وعدی وفا ہونے لگے
وہ سوالِ وصل پر گڑبگڑ کچھ ایسے ناز سے	ہم بھی اونکے رُوٹھ جانے پر فدا ہونے لگے
تم تسلی میں نہ کرنا اپنی جانب سے کمی	گو ترپ اس سیرِ مری دلی سوا ہونے لگے
عرضِ مطلب اور دلِ بیتیاب کرنا اوس گہری	جب کوئی بیگانہ خو کچھ آشنا ہونے لگے
وصل کی شبِ کامرہ کیا آئی اڑی ظالم مجھ	شام سے جب صبح ہوئی دعا ہونے لگے
مدِ عادل کا بھی میری لب پہ کچھ آیا نہ تھا	آج بیٹھے بیٹھے تم ناحق خفا ہونے لگے

وصل کا مژدہ اودھر قاصدِ عثمان کو دیا  
شکر کے سجدے یہاں پیہم آدا ہونے لگے

## غزل (۱۲۲)

سُوبُو سے ایک نر گسِ مخمور کے لئے	ہنسنے میں یہ خوب تھین گھور کے لئے
وانے لئے تو تاک کے انگور کے لئے	بشیخ کے لئے پیرچہ تو یہ بھی ہنسنے شینچ
اچھا چہ سراغ تھا شبِ بخور کے لئے	فرقت میں تھا خیالِ رخِ شعلہ روہین
کیا کیا ہیں آفتین ترے ہجور کے لئے	بچِ فسراق - رشکِ عدو - جو آسمان
سب تاک میں ہیں بادہ انگور کے لئے	ہیشارِ سابقا کہ چرا لینگے مے پرست
اچھا علاج ہر مرے ناسور کے لئے	رجائے کاش دل ہی میں تیر نگاہ یار

عثمان کبھی فغان ہو کبھی آہِ سرد ہے

کیا کیا مرے ہیں اس دلِ بخور کے لئے



## غزل (۱۲۳)

<p>             دیکھ لی اے بے مروت دیکھ لی              غیر کی تُو نے جو صورت دیکھ لی              تیرے وعدہ کی صداقت دیکھ لی              جیسے مین نے تیری صورت دیکھ لی              ہم نے بس تیری محبت دیکھ لی              تُو نے غیر و نہی بھی الفت دیکھ لی           </p>	<p>             ہم نے ظالم تیری الفت دیکھ لی              ہو گیا آتشِ ہر تیرا اور کچھ              کیا ہی وعدہ تھا او پیمان شکن              شکایا ہی میرے دل سے نقشِ غیر              تُو نے بھولے سے کیا ہکو نہ یاد              حلوں کی چاندنی تھی یا کچھ اور           </p>
--	---

مین بڑے بے مہر یہ خورشید رُو  
 ہم نے عثمانِ انکی خصلت دیکھ لی

## غزل (۱۲۴)

چلا تیر نظر جدم دہان سے  
 لہو جاری ہے خشمِ خوفشان سے  
 کر دی کس منہ سے مجھ کی عاشقی کا  
 کس کا رازِ الفتِ آخر کار  
 نہ پہچانے اچھا ستانا اوس کا ظالم  
 تمھاری سختیاں بہنے کی خاطر  
 بنا ہے بھر کی شبِ شمع کا فور  
 ہو کر ہو تم کبھی اپنے نہ ہو گے  
 بحرِ درد و غم و رنج و مصیبت  
 بڑی بیباک ہیں نالے شبِ بحر  
 ملا کر اُنکھ یوں دل چھین لیں  
 تمھارے جو پہنان کی شکایت  
 جُون کے ہاتھ سے تنگ آ گیا ہوں  
 نکل جاتی ہے کیا بیچ بیچ کے تاثیر

بڑھا دل - خیر مقدم کو پہان سے  
 غضب میں جان ہے ضبطِ قہان سے  
 عدو میرا سادل لائو کہاں سے  
 عیان ہونے لگا دردِ نہان سے  
 نہ نکلے آہ بھی جس ناتوان سے  
 جگر پتھر کا میں لاؤں کہاں سے  
 مرا ہر استخوان سوزِ نہان سے  
 ہو اُمانیت یہ مجھ کو امتحان سے  
 ملا کچھ اور بھی عشقِ بٹان سے  
 چلے جاتے ہیں بڑھتے آسمان سے  
 تجھے یہ فتنہ گرا یا کہاں سے  
 نہ نکلی ہے - نہ نیکی کی زبان سے  
 گریبانِ رُوزِین لاؤں کہاں سے  
 شبِ فرقتِ مری آہ و فغان سے

زمانہ جانتا ہے مجھ کو عثمان

انکر تعریف تو اپنی زبان سے

## غزل (۱۲۵)

بیشہ خلق میں عثمان تراوقار رہے	بنی کا لطف رہے فضل کردگار رہے
عروج پا کر ترے دم سے سر زمین دکن	ترے قدم کا سر آسمان عجا رہے
خزان نہ آ کر کبھی تیرے باغ عشرت میں	خدا کرے کہ ہمیشہ یہی بہار رہے
نگاہ لطف ہووا بستگان دولت پر	یہ باہمی جو تعلق ہے خوشگوار رہے
ہے نہال ترے سائے میں تری اولاد	تری اُمید کا ہر نخل برقرار رہے
برنگ گل تر و تازہ رہیں ترے احباب	مثال زخم - عُدو تیرا دل لگا رہے

دعا ہماری یہ دل سے ہوا صَفِ سابع  
مدام ملکِ دکن کا تو تاجدار رہے۔

